اور زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یسوع مسیحؑ ان غضب میں آئے ہوئے یہودیوں کو کہتے ہیں۔ کہ ظالمو! جب وہ لوگ جو کہ مجھ سے پہلے آئے انکو انہی بلکہ ان سے بڑھکر الفاظ سے یاد کیا گیا۔ تو جب میں اپنے لیئے یہ الفاظ استعمال کرتا ہوں۔ تو تم کیوں بُرا مانتے ہو۔ اور ایک بدیہی امر ہے۔ کہ تمام وہ رسول وغیرہ جو کہ مسیح علیہ السلام سے پہلے آئے اور جن کو خدا کے بیٹے وغیرہ کے نام سے یاد کیا گیا۔ وہ تمام محتاج انسان تھے۔ اور انسان ہونے میں دوسری مخلوق سے ایک شمہ بھی زیادہ نہ تھے۔ پس جب مسیحؑ اپنے لیئے انہی کی طرح ابن اللہ کا خطاب تجویز کرتا ہے۔ تو کیوں ہم اسکو بھی ان پہلے انبیا اور مرسلین کی طرح ایک محتاج انسان نہ یقین کریں۔ سچ ہے کہ مسیحؑ خدا کا پیارا تھا۔ مگر خدا کا محبوب ہونیکے معنی کسی لغت کی کتاب میں ابن اللہ کے نہیں ہیں۔ پس توریت اور یہودیوں کی دیگر مقدس کتب کے علاوہ جو کہ یک زبان ہو کر ان اصولوں کے خلاف آواز اُٹھا رہی ہیں۔ انجیل خود بھی مسیحیت کے بے بنیاد اصولوں کو رد کرتی ہے۔ اگر ان اصول کی یہودیوں کو شروع میں تلقین کی جاتی۔ تو ان کا نام و نشان بائیبل میں ضرور ہوتا +

یہ بات کہ پہلے نوشتوں اور قدیمی صحیفوں میں ان اصولوں اور اعتقادات کا کوئی نشان نہیں ملتا۔ اس بات کو اظہر من الشمس کر دیتی ہے (خاص کر جب ہم مسیح کا یہ قول یاد رکھیں کہ یہود کے اعتقادات درست گو اعمال بُرے ہیں۔) کہ یہ خیالات مسیحؑ سے بہت دیر بعد ہستی میں آئے ہیں۔ یہی حال کفارہ کا ہے۔ اگر نجات اور مکتی کا دارومدار کفارہ پر ایمان لانے پر ہوتا۔ تو اس عقیدہ کی بنیاد شروع آفرینش میں پڑتی۔ اور ضرور مسیحؑ آغاز جہان میں مخلوق کے لیئے سولی پر چڑھتا اور قربان ہوتا +

کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے اُس مخلوق پر جو کہ مسیحؑ سے پہلے ہوئی ایک صریح ظلم نہیں ہے۔ کہ مسیحؑ کو بعد میں بھیجا اور اس طرح لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو اس نعمت عظمیٰ سے محروم رکھتے ہوئے اس نے ابدی نجات سے محروم کر دیا۔ یہودی اس عقیدہ سے بالکل ناآشنا تھے۔ کہ صرف کفارہ پر ایمان لانے سے ایک انسان نجات پا سکتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ مسیحؑ کے اپنے اقوال بھی پکار پکار کر گواہی دے رہے ہیں۔ کہ صرف کفارہ پر ایمان لانا کبھی نجات نہیں دے سکتا یسوع مسیح کہتے ہیں۔ "اگر تم آدمیوں کے گناہ بخشوگے تو تمھارا باپ بھی جو آسمان پر ہے۔

تمھیں بھی بخشیگا۔ پر اگر تم آدمیوں کو ان کے گناہ نہ بخشو گے تو تمھارا باپ بھی تمھارے گناہ نہ بخشیگا" (متی باب ۶)۔ اب اگر مدار نجات ایمان کفارہ پر ہے۔ تو مسیحؑ کے اس قول کے کیا معنی ہونگے۔ "کہ اگر تم آدمیوں کو انکے گناہ نہ بخشو گے تو تمھارا باپ بھی تمھارے گناہ نہ بخشیگا" فرض کرو۔ کہ ایک انسان کفارہ پر تو ایمان رکھتا ہے۔ مگر وہ بعض اوقات اپنے بھائی کے گناہوں کو نہیں بخشتا۔ تو کیا بقول مسیحؑ وہ نجات پانیکا حقدار ہے؟ موجودہ عیسائیت تو بڑے زور سے اس سوال کا جواب اثبات میں دیگی۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مسیحؑ کچھ اور کہتا ہے۔ مسیحؑ کے اس قول سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ خدا نہیں تھا۔ کیونکہ گناہونکو بخشنے کو وہ اپنی طرف منسوب کرنیکی بجائے اپنے آسمانی باپ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اس میں گناہوں کے بخشنے کی قدرت نہیں تھی۔ اور پھر اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر مسیحؑ خدا کا بیٹا تھا۔ تو صرف وہی اکیلا بیٹا نہیں تھا۔ بلکہ وہ اپنے شاگردوں کو مخاطب کرکے کہتا ہے۔ (تمھارا باپ) جس سے معلوم ہوا۔ کہ نعوذ باللہ وہ حواری بھی خدا کے فرزند ارجمند تھے۔ پھر کفارہ کے رد میں مسیحؑ کا ایک اور قول ہے متی باب ۶ میں مسیح اپنے شاگردوں کو دعا سکھاتا ہے کہ "جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے دین ہم کو بخش دے" اس دعا میں نجات کا طریقہ کفارہ پہ ایمان لانا نہیں بتایا گیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہی گئی ہے۔ پھر کہا جاتا ہے۔ کہ آدم اور حوا نے گناہ کیا۔ اور اس گناہ کی پاداش میں تمام اولاد آدم کو سزا ملی یعنی عورت کے لیئے درد سے بچہ جننا اور آدمی کیلیئے اپنے پسینے کی کمائی سے روٹی کھانا۔ پس اگر صرف کفارہ پر ایمان لانے سے انسان گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں تو چاہیئے تھا۔ کہ اس مذکورہ بالا سزا سے عیسائی لوگ تو محفوظ رہتے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ سزا ہماری طرح عیسائی مذہب کے متبعین بھی بھگت رہے ہیں۔ اور کفارہ اس دکھ اور تکلیف سے ان کو نجات دینے سے بالکل عاجز ہے۔

دوسرا شمع بردار انسانی عقل ہے۔ عقیدہ تثلیث اس شمع بردار کے سامنے تو کافور ہی ہو جاتا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک انسان خدا کی ہستی کا ہی منکر

ہو جاوے۔ مگر یہ ناممکن ہے کہ اسکی عقل اسے تثلیث کی طرف رہنمائی کرے۔ فطرت انسانی اس عقیدہ کو دھکے دیتی ہے۔ اور پورے زور سے اس بات کی تائید کرتی ہے کہ ایک اور صرف ایک ہی ہستی ایسی ہونی چاہیئے جو معبود ہو۔ اور اگر ایک سے گذرے تو پھر عقل انسانی تو خداؤں کی کوئی حد تجویز نہیں کرتی۔ عیسائی تین کہتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں ہم چار کیوں نہ مانیں۔ جب باپ کے بیٹا ہونا ممکن ہے تو بیٹے کا آگے بیٹا کیوں نہیں ہو سکتا۔ پھر اس سلسلہ کو چلا ئیں تو پانچ ماننے میں کونسی روک ہے۔ غرض فطرت انسانی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ تمام عالم کا ایک ہی خدا ہونا چاہیئے یہی وجہ ہے کہ بعض اسلام کے مخالف پادریوں کو بھی ماننا پڑا ہے کہ تمام وہ مخلوق جنکو عیسائیت اور اسلام نہیں پہنچا۔ اور وہ بالکل لاعلمی کی حالت میں مر گئے۔ تو قیامت کے دن خدا کے وجود کے متعلق انسے باز پرس اسلامی عقیدہ یعنی توحید کے مطابق ہوگی۔ دوسرا عقیدہ اُلوہیت مسیح کا عقیدہ ہے جو کچھ ہم تثلیث کے متعلق کہہ آئے ہیں۔ وہی یہاں چسپاں ہوتا ہے۔ صرف یہ دعویٰ کر دینا۔ کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ کافی نہیں ہے۔ جب تک عقلی دلائل اسکی خدائی کے ثبوت میں شہادت کا سورج نہ چڑھادیں۔ ظاہر میں تو مسیح اور دوسرے انبیاءؑ میں کوئی فرق معلوم نہیں ہوتا۔ اگر مسیحؑ کا باپ نہیں تھا۔ تو آدم علیہ السلام کی تو ماں بھی نہیں تھی۔ اور ملک صدق سالم کا بھی باپ نہیں تھا۔ اور اگر مردوں کو زندہ کرنا اسکی خدائی پر دال ہے۔ تو بائیبل ہمیں بتاتی ہے کہ اس سے پہلے بھی ایسے مردانِ خدا ہو چکے ہیں۔ جنہوں نے مُردوں کو زندہ کیا اور اگر بقول عیسائی پادریوں کے مسیح کا بے گناہ ہونا اسکی خدائی پر دلیل ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو اس بات کا ثبوت کوئی نہیں کہ مسیح واقعی بے گناہ تھا خود مسیح کہتا ہے کہ مجھے نیک مت کہو نیک وہی ہے جو آسمان پر ہے۔ پھر علاوہ اسکے خود لوقا باب آیت ۶ میں لکھا ہے کہ زکریا نام ایک کاہن تھا اسکی جورو ہارون کی بیٹیوں میں سے تھی اور اس کا نام الیسبات تھا۔ وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانون پر بے عیب چلنے والے تھے۔ دیکھئے اب زکریا اور اسکی بیوی بھی بے گناہ نکلے حالانکہ وہ نبی بھی نہ تھے بلکہ معمولی کاہن تھے پس مسیحؑ کی کیا خصوصیت رہی۔ پھر کہا جاتا ہے کہ مسیحؑ کے متعلق لکھا ہے کہ

وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا اور یہ اسکی الوہیت پر دلیل بیان کی جاتی ہے مگر افسوس اسمیں بھی مسیح کی کوئی خصوصیت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ عبرانیوں باب ۷ آیت ۳ میں لکھا ہے۔ شاہ سالم یعنی سلامتی کا بادشاہ یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ جسکے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر اب شاہ سالم کو بھی خدا ماننے گا۔ غرض جتنا ہم نظر غائر سے اس معاملہ پر غور کرتے جاویں۔ اتنا ہی زیادہ ہم پر یہ امر روشن ہوگا۔ کہ مسیح خدا کا ایک محتاج بندہ ہونے سے بڑھکر کچھ نہیں تھا۔ مسیح کے اندر کوئی بھی تو ایسی بات نظر نہیں آتی جو اسے بشریت سے ممتاز کرے۔ تیسرا عقیدہ کفارہ کا عقیدہ ہے۔ اس کے لیئے اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ کہ فطرت انسانی اسکو دھکے دیتی اور عقل انسانی اسکو کسی طرح بھی ماننے کے لیئے تیار نہیں۔ ایک شخص کے مرنے اور دوسرے شخص کے نجات پانے میں جہانتک عقل اور فہم کو دخل ہے ذرا بھی تو تعلق نظر نہیں آتا۔ دعا زندہ خدا سے مانگی جاتی ہے نہ کہ مردہ سے۔ جہان سورج کے چڑھنے سے روشن ہوتا ہے۔ نہ کہ اس کے غروب ہونے سے۔ خدا کی موت ایک انوکھا مسئلہ ہے۔ لیکن اگر فرض کرلیں کہ واقعی خدا کو اپنے اکلوتے بیٹے کو صلیب پر مارنے کے سوا اور کوئی صورت انسانوں کی نجات کی نظر نہیں آئی۔ تو پھر اگر نجات مطلوبہ حاصل ہوجاتی تب بھی ہمیں کچھ تسلّی ہوتی۔ مگر اندھیر اور ظلم تو یہ ہے کہ وہ بات جسکے لیئے خدا اپنے اکلوتے بیٹے کو کاٹھ پر لٹکانے کے لیئے مجبور ہوگیا وہ بھی تو حاصل نہ ہوئی۔ ۱۹۰۰ سال گذرتے ہیں۔ کہ کفارہ کا عقیدہ گناہوں کے لیئے پیٹنٹ علاج کے طور پر دنیا میں لایا گیا ہے مگر افسوس کہ مرض بڑھتا ہی گیا۔ سنو! کہ گناہوں سے سوائے واحد زبردست خدا کی ہستی پر کامل یقین رکھنے کے کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ صرف ایمان لانا ہی کافی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق ایسا کامل یقین کہ گویا اسے آنکھوں سے دیکھ لے۔ یہ علاج ہے۔ جس سے انسان گناہوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور یہ اس علم کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ انسان دیکھتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا غضب اور اس کا قہر ایک تباہ کن اور بھسم کرجانیوالی آگ کی طرح ہے۔ اور یہ کہ ازلی سکھ اور آرام اسمیں ہے۔ کہ انسان پوری محبت اور کامل تضرع سے اسکی عبادت کرے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم خدا پر ایمان لاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں لیکن پھر بھی ہم گناہ کرتے ہیں۔ انکو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ صرف اندھا دھند

خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان رکھنا انسان کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتا۔ خدا کی ہستی کو بطور ایمان کے مان لینے والا صرف اتنا مانتا ہے۔ کہ کوئی خدا ہے۔ مگر وہ انسان جس کو خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات پر کامل یقین ہوتا ہے وہ اس ذات کو گویا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے جس کے متعلق پہلا شخص یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اغلب ہے کہ کوئی ایسی ذات ہو۔ پس یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ خدا کا کامل علم اور اسکے احکام کی نافرمانی دونوں ایک دل میں جمع ہو سکیں۔

یہ بالکل سچ ہے۔ کہ جب ایک انسان کو کامل طور سے یقین ہو۔ کہ ایک خدا ہے۔ جو کہ اسکی بد افعالیوں اور شرارتوں کو ہر وقت دیکھتا ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ وہ انسان تمام برائیوں سے اپنی پوری کوشش کے ساتھ کنارہ کش ہو۔

اور یہ خیال کہ خدا ہے اور گناہوں کی سزا ہوتی ہے اور ساتھ ہی ہم ہر وقت نئے گناہ کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔ صرف ایک خیالی دھوکا ہے۔ یہ کسی عقل مند انسان کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا۔ کہ ایک ایسا انسان جسکو یہ یقین ہو کہ جہنم کی بھسم کرنیوالی آگ اسکو آنکھ کے جھپکنے میں تباہ کردیگی کبھی گناہ کرنیکی دلیری کرے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے۔ کہ جسکی تردید بالکل ناممکن ہے۔ کوئی انسان ایسا نہیں ملیگا۔ جو دانستہ اپنے ہاتھ کو بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے۔ یا اپنے آپکو ایک اونچے پہاڑ کی چوٹی سے گرا دے۔ اور نہ کوئی ایسا احمق ہو سکتا ہے۔ کہ اپنے آپکو چلتی ہوئی گاڑی کے سامنے کھڑا کر دے یا کہ ایسے گھر میں پڑا رہے جسکو وہ دیکھتا ہے۔ کہ وہ گرنے والا ہے یا اپنا ہاتھ ایک خونخوار شیر کے منہ میں ڈالے۔ یا اپنی ٹانگ کو ایک دیوانہ کتے کے سامنے رکھدے۔ اگر یہ سب کچھ درست ہے۔ اور انسان فطرتاً خطرہ سے بھاگتا ہے تو کیوں وہ گناہ سے پرہیز نہیں کرتا اور آنیوالے عذاب سے نہیں ڈرتا؟ اس سوال کا تسلی بخش جواب سوائے اسکے اور کوئی نہیں۔ کہ ان ہر دو قسم کے خطروں کے نتائج کے متعلق ایک جیسا یقین نہیں ہے کیونکہ گو اکثر لوگ اس بات کو جانتے ہوتے ہیں۔ کہ گناہ کرنا نقصان دہ ہے مگر اسکے ارتکاب سے ایسا خوف نہیں کرتے جیسا کہ وہ شیر یا سانپ سے ڈرتے ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ حقیقتاً اس گناہ کی سزا پر پورے دل سے ایمان نہیں رکھتے۔ اس سے بڑھکر

یہ کہ خدا کی ہستی پر بھی تو پورا ایمان نہیں ہوتا اور بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ کہ جنکو روح کے غیر فانی ہونے کا بھی یقین نہیں۔ پس یہ صحیح بات ہے۔ کہ خدا کی ہستی اور گناہوں کی سزا پر ان کو سوائے رسمی ایمان کے ایمان نہیں ہوتا اور یہ یقینی امر ہے۔ کہ اکثر لوگ ایسے ہیں۔ کہ جنکے دلوں پر ایسے خیالات فاسدہ نے قبضہ کیا ہوتا ہے گو وہ بظاہر انکو بھی نظر نہ آویں مگر اسکے متعلق انکو کامل یقین ہوتا ہے۔ کہ شیر کے سامنے آنے سے یا سانپ کو چھیڑنے سے یا ایسے اور جسمانی خطرات سے انکی ہلاکت قطعی ہے پس فرق ظاہر ہے۔

لہٰذا سچی نجات کو یسوع مسیح کی صلیبی موت سے کوئی واسطہ و تعلق نہیں۔ صرف خدا تعالیٰ کا کامل علم پوری محبت اور کامل خوف ہے جو کہ انسان کو برے افعال کے ارتکاب سے باز رکھ سکتا اور گناہوں کے کرنے سے روک سکتا ہے۔ لیکن تعجب انگیز امر تو یہ ہے۔ کہ اول تو تاریخ اس بات کی حامی ہی نہیں بھرتی کہ یسوع مسیح صلیب پر مرا۔ اور پھر اگر یہ امر ثابت بھی ہو جاوے۔ کہ یسوع مسیح صلیب پر مرا۔ تو یہ پھر کہاں سے ثابت ہوا۔ کہ اسکی صلیبی موت عیسائیوں کیلئے نجات کا موجب ہو گئی۔

تیسرا اور سب سے آخری ذریعہ ہدایت کا آسمانی شہادت ہے۔ سچے مذہب کے لئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر زمانہ اور ہر وقت میں وہ آسمانی نشانات کا اپنے پیرووں اور مریدوں کو مشاہدہ کرا دے۔ اور اپنی صداقت کا ثبوت ان ربانی نشانات سے دے۔ وہ مذہب جو کہ اپنی پرانی حکایات ہی بیان کرتا ہے۔ اور صداقت کے طالبوں کو پدرم سلطان بود ہی سناتا ہے ایک مردہ مذہب ہے۔ سچے مذہب کے متعلق قرآن کریم بدیں الفاظ ارشاد فرماتا ہے۔ تؤتی اکلھا کل حین۔ کہ سچے مذہب کی نشانی یہ ہے۔ کہ ہر زمانہ میں اور ہر وقت میں وہ اپنے تازہ پھل دیتا رہتا ہے۔ اگر کوئی مذہب وحی اور کلام الٰہی کے دروازہ کو بند کرتا ہے۔ تو یقیناً یقیناً وہ مذہب مر چکا ہے۔ اور طالب ہدایت اور جوئندہ صداقت اس مذہب پر چلکر کبھی اپنے مولیٰ سے نہیں مل سکتا۔ کیونکہ خدا کے کلام نہ کرنے سے یہ ثابت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسکی حفاظت اور نگہبانی چھوڑ دی۔ عیسائیت پر بعض اوقات ایسے ایسے تغیرات آئے ہیں اور اس مذہب کو ایسی ایسی عظیم الشان گردشوں کا سامنا کرنا

پڑا ہے۔ کہ جس نے اس مذہب کی بنیادوں کو ہلا دیا۔ وہ مذہب جو کہ خدا کے فرزند اور اکلوتے بیٹے نے دنیا کو دیا۔ آج اس کا یہ حشر ہو رہا ہے کہ اسکو مختلف چرچوں میں مختلف رنگوں اور طرزوں میں پیش کیا جاتا ہے۔ وہ فرقہ جو کہ ایک خدا کا قائل ہے اور دوسرے جو کہ تثلیث پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان میں مشرق و مغرب نہیں بلکہ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر ہائے افسوس کبھی نہ تو باپ نے اور نہ ہی اسکے اکلوتے بیٹے نے کسی ایک فرقہ کی یاوری و مدد کی۔ ان مذہبی اختلافات اور فرقہ بندی نے عیسائیوں میں بھائی کو بھائی سے اور باپ کو بیٹے سے جدا کر رکھا ہے۔ مگر کبھی عیسائیت کے خدا نے اپنی دلربا آواز سے یہ کسی فرقہ کو نہ بتایا۔ کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پس کیا خدا کا عیسائیت میں بالکل خاموش رہنا اس بات کی کافی دلیل نہیں۔ کہ عیسائی مذہب ہی مر چکا ہے۔

ان حالات کے ہوتے ہوئے سچائی کا کہیں ٹھکانا نہیں ہو سکتا۔ کون ہے۔ جو کہ مختلف چرچوں کے مختلف عقیدوں میں سچے اور جھوٹے میں فرق کر سکے؟ جب تک کسی خاص فرقے کے متعلق خدا خود نہ کہدے کہ فلاں فرقہ میری طرف سے ہے انسانی عقل اس سے عاجز ہے۔ کہ خدا کے متعلق جھوٹ اور سچ میں بین طریق پر فرق کر سکے۔ خاصکر جب خود مقدس بائیبل کی عبارتوں میں انسانی ہاتھ کی دست برد نے اندھیر مچا رکھا ہے۔

کیا لوتھر کو خدا کی طرف سے کوئی وحی یا الہام ہوا؟ ممکن ہے۔ کہ آجکل کے پراٹسٹنٹ کہیں۔ کہ ہاں خدا نے اسکو الہام سے کھڑا کیا۔ مگر خود لوتھر نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا۔ اور مذہب کھیل نہیں ہے۔ کہ جو اُٹھے اُسے نیا لباس پہنا دے بلکہ یہ سب کام خدا کی طرف سے ہونا چاہیئے۔ مگر واقعات زور سے اس بات کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ خدا نے مسیحؑ کی صلیبی موت کے بعد عیسائیت کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور عیسائیوں کو انکے حال پر رہنے دیا۔ وہ آسمانی شہادت جو کہ کسی مذہب کی صداقت کی کسوٹی تھی وہ کیا ہوئی؟ وہ مذہب جو کہ اپنے معتقدوں اور مریدوں کو خدا سے ہمکلام ہونیکا وعدہ نہیں دیتا۔ وہ مذہب جو کہ اس بات کا ذمہ نہیں اُٹھاتا۔ کہ وہ اپنے مولیٰ کے عاشقوں کو اپنی محبوب ازلی و حقیقی معشوق کا وصال کرا دیگا اور اس سے ہمکلام کرا دیگا یقیناً وہ مذہب مر چکا

ہے اور اس میں ذرا بھی جان باقی نہیں۔ مگر یہ سلوک خدا کا اسلام کے ساتھ نہیں ہے۔ خدا نے ۱۳۰۰ سال گذرتے ہیں۔ کہ پیغمبر اسلام سے وعدہ کیا تھا۔ کہ ہر سو سال کے بعد میں تیری اُمت کی ہدایت کیلئے مصلح بھیجا کروں گا۔ چنانچہ کبھی اسلام پر ایسا وقت نہیں آیا۔ جب اسمیں ایک ایسی جماعت موجود نہ ہو جس سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا۔ اور انپر اپنے غیب کی باتوں کا اظہار کرتا ہے۔ جب کبھی خدا اور مخلوق کے تعلق میں کوئی کمی ظہور پذیر ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے اس تعلق کو تازہ کرنیکے لیئے اپنی طرف سے ایک مصلح مبعوث فرمایا۔ بشارت ہو اس زمانہ کے لوگوں کو۔ کہ خدا نے اس زمانہ کو بھی ایسے مصلح سے خالی نہیں چھوڑا۔ اس نے ایک عظیم الشان مرسل اپنی طرف سے مرزا غلام احمد (قادیان۔ گورداسپور۔ پنجاب) کے وجود میں کھڑا کیا۔ اور اس شیر خدا نے شیطان سے آخری جنگ کر کے اسکو مغلوب کیا۔ اور جہالت اور گمراہی کی تمام تاریکیوں کو دور کیا۔ اور زمین پر روحانیت کو قائم کیا۔ کہتے ہیں۔ کہ عیسائیوں کا خدا مجسم محبت ہے۔ مگر مقابلہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ محبت جو کہ اسلام کا خدا اسلام کے پیرووں سے کرتا ہے۔ عیسائیت کا خدا اس محبت سے بالکل عاری ہے۔ اگر عیسائیوں کا یہ دعویٰ سچ ہے۔ کہ انکا خدا زیادہ محبت کرنیوالا ہے۔ تو کیوں وہ ضرورت کے وقت اپنی محبت کا اظہار نہیں کرتا۔ کیونکہ ابھی ایمان سے گذر کر اصلی عرفان اور ایقان کے درجے تک پہنچنے کے لیئے آسمانی شہادت کی اشد ضرورت ہے +

کہا جاتا ہے۔ کہ مسیح کے ہاتھ پر بڑے بڑے نشانات ظاہر ہوئے اور اس نے بڑے بڑے معجزے دکھلائے۔ اگر بطور تنزل ان تمام حکایتی قصوں کو تسلیم بھی کر لیا جاوے۔ تو وہ معجزے اب اس وقت ایک عیسائی کے کس کام آسکتے ہیں۔ اور اس بیچارے کی کیا مدد کر سکتے ہیں۔ اسکی آنکھوں میں ان معجزوں کی قصے کہانیوں سے بڑھکر کوئی قدر و منزلت نہیں۔ وہ بارش جو سال گذشتہ میں ہوئی تھی وہ امسال کی کھیتیوں کو پانی نہیں دے سکتی۔ یہ سال اپنی کھیتیوں کی سرسبزی اور شادابی کے لیئے نئی بارش کو چاہتا ہے اور اگر وہ

بارش نہ ہو۔ تو پھر قحط کا خوف ؂

اسلام کی صداقت پر ایمان رکھنے والو تم کو خوشخبری ہو۔ کہ خدا نے اسلام کی زرخیز زمین پر پھر بارش برسائی ہے۔ اور ہری ہری خوبصورت نازک کونپلیں نکل رہی ہیں جو کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے کبھی ایک عظیم الشان فصل بنکر تیار ہونگی اور دنیا کو صداقت اور راستی کے قحط سے محفوظ کر دینگی ؂

# الہام

## نمبر ۲

(جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے کے ایک انگریزی مضمون سے ترجمہ کیا گیا)

# حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلعم کی سوانح عمری

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور سچ فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کے ساتھ ساتھ اُس کا فضل دریا کی طرح بہتا ہے۔ آؤ اب یہاں ہم اُس کلام پر ذرا نظر ڈالیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر نازل ہوا اور اُسکی نبوت کی زندگی کی تاریخ کا مطالعہ کریں اور پھر اُس کلام کو دیکھیں جو حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ و السلام پر اُترا اور نیز اُسکی زندگی کے بعض واقعات پر بھی غور کریں ؂

نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو کلام نازل ہوا تھا اُسکی چند آیتوں کا ترجمہ ذیل میں لکھا جاتا ہے :۔

اللہ رحمٰن و رحیم کے نام سے۔ (برکت اور مدد مانگتا ہوں) پڑھو اپنے اُس رب کے نام سے جس نے انسان کو علق سے پیدا کیا۔ پڑھو! کیونکہ تمہارا رب سب سے زیادہ عزت اور عظمت والا ہے۔ جس نے قلم سے سکھلایا۔ دوپہر کی روشنی اور رات کی تاریکی پھیلنے کی قسم ہے کہ تمہارے رب نے تم کو چھوڑا نہیں۔ یقیناً تمہارے لیئے تمہارے حال سے تمہارا استقبال بہت اچھا

ہوگا۔ اور پھر تمھیں خدا اتنا دیگا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ کیا اُس نے تمھیں ایک یتیم پاکر تمھیں (پُرامن و آسائش) گھر نہیں دیا۔ اور تلاش حق میں سرگردان دیکھکر تمھیں راستہ نہیں دکھایا۔ اور محتاج پاکر تم کو غنی نہیں بنایا۔ پس اسلیئے تمکو چاہیئے کہ یتیم پر سختی نکرو۔ اور سائل کو زجر سے پیش نہ آؤ۔ اور ضرور ہے کہ اپنے رب کی نعمت لوگوں کو بیان کرسناؤ ؁

کیا ہم نے تیرے لیئے تیرا سینہ نہیں کھولا۔ (یعنی تمام دینی حقائق و معارف کا علم واثق تم کو دیا۔ اور ہر قسم کے تذبذب اور شکوک کو دُور کر دیا۔ اس طرح) اُس بوجھ کو اٹھادیا جس نے قریباً تیری پیٹھ کو شکستہ کر رکھا تھا۔ اور کیا ہم نے تیرا نام عزت کے ساتھ تیرے لیئے روشن نہیں کیا ؁

پس یہ یقینی امر ہے کہ سکھ کے ساتھ دکھ ہوتا ہے اور پھر دکھ کے ہمراہ سکھ آتا ہے پس جب تم کو فراغت ہو تو نماز کیلیئے کھڑے ہو جاؤ اور بہت خلوص سے اپنے رب کی طرف راغب ہو ؁

قلم اور جو کچھ اس سے لکھا جاتا ہے (یعنی تعلیم اسلام) گواہ ہیں۔ کہ تم اے رسول مجنون نہیں ہو۔ اور ضرور تمھارے لیئے بے انتہا اجر ہے۔ اور یہ سچی بات ہے کہ تم بہت بڑے خلق پر قائم ہو۔ تم بہت جلد دیکھ لوگے اور وہ بھی دیکھینگے کہ کون تم میں سے دیوانہ اور مفتون ہے۔ بیشک تمھارا وہ رب ہے جو پورے طور سے جانتا ہے کہ کون سیدھے رستے سے بھٹکا ہوا ہے اور یہ بھی خوب جانتا ہے۔ کہ کون ہدایت پر چلنے والے ہیں۔ پس تم ان جھٹلانیوالوں کے پیچھے مت چلو۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم اُنسے مداہنہ کرو تا پھر وہ تم سے بھی مداہنہ کریں۔ پر تم ہر ایک قسم خور۔ ذلیل اور ذلت انگیز۔ بدگو عیب جو۔ نیکی سے روکنے والے۔ حدود سے تجاوز کرنیوالے جرائم پیشہ اور پھر اسکے بعد زنیم کی بات نہ مانو ؁

جب اُسکو ہمارے روشن نشان پڑھکر سُنائے جاتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ ہم اُسکی تھوتھنی پر کلنک کا ٹیکا لگا دینگے ؁

پس مجھے اور اُس شخص کو جو اس کلام کی تکذیب کرتا ہے چھوڑ دو۔ ہم آہستہ آہستہ اُسکو ایسی طرح ہلاک کرینگے کہ وہ معلوم ہی نہ کر سکیں گے اور مَیں اُنکو مہلت بھی دونگا

کیونکہ میری تدبیر اوچھی نہیں بلکہ متین ہے ٭

جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ اور توبہ نہیں کرتے جہنم کا عذاب اور آگ کا دُکھ اُنکی راہ تاک رہا ہے۔ تمھارے صاحب (آقا محمدؐ مصطفٰے صلعم) نے راہ گم نہیں کیا اور نہ ہی وہ غلط راہ پر چلتا ہے۔ وہ ایسا بھی نہیں کہ جو کچھ اُس کے اپنے خیال اور جی میں آئے وہی کہدے بلکہ وہ تو ایسا ہے کہ جو ہماری وحی سے پاتا اُسی پر نطق کھولتا ہے۔ (قرآن ہماری وحی ہے)۔ ایک شدید القویٰ نے اُسکو تعلیم کیا ہے سمجھنے کی قوت عطا کیا گیا۔ پورے اعتدال کی میزان پر ایسا قائم کہ افق اعلیٰ پر جا پہنچا۔ پہلے اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قرب حاصل کیا پھر انسانوں کی طرف متوجہ ہوا پس وہ ایسا ہو گیا کہ گویا دو کمانوں کا ایک قاب تھا یا اس سے بھی قریب تر٭

پس اللہ نے بھی جو کچھ وحی کرنا تھا وہ اپنے اُس (فدائی) بندے پر وحی کر دیا۔ اُس کا دل ایسا (سلیم اور صحیح اور قوی) تھا کہ نہ تو دھوکہ کھایا اور نہ تکذیب کی اور جو کچھ اُس نے دیکھا اُسمیں کبھی ذرا جھوٹ نہ بتایا پس تم کیوں اُسپر جو کچھ اُس نے دیکھا اُس سے شبہ میں پڑتے ہو اُس نے تو اُس (اللہ) کو دوسری دفعہ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب اُترتے ہوئے دیکھا آخری جا پناہ جنّت جس کے قریب ہے جب اُس سدرہ پر جس نے چھانا تھا وہ چھا گیا تو اُسکی آنکھ میں نہ کچھ کدورت آئی اور نہ ہی وہ اِدھر اُدھر بھٹکی۔ بیشک اُس نے اپنے رب کے بڑے بڑے نشان دیکھ لیئے کیا تم اب کہیں لات اور عزّیٰ اور اُسکے تیسرے مناۃ کو کہیں دیکھ پاتے ہو کہو اللہ واحد ہے ہر عیب سے پاک ہے ہر شے کی احتیاج سے مبرّا ہے اُسی کے سب محتاج ہیں سورج چاند اور کسی بُت کے آگے سجدہ نہ کرو لیکن اللہ ہی کے آگے سر جھکاؤ جس نے ان سب کو پیدا کیا ٭

آسمان اور زمین جو کچھ ہے وہ سب کے سب اُس اللہ ہی کی حمد کرتے ہیں جو عظیم اور حکیم ہے۔ اللہ کے سوا جو کوئی بھی معبود بنائے جاتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ وہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ بیجان مردے ہیں۔ اتنا بھی نہیں جانتے کہ پھر کب اُٹھائے جائینگے٭ تم اور وہ سب جنکی تم پوجا کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہو۔ حق آگیا اور باطل (بھٹ پڑنی)

بھاگ نکلا۔ باطل کا کام ہی بھاگ نکلنا ہے۔ (سرزمین عرب میں یہ دوبارہ کبھی ظاہر ہونا نہ پائیگا۔ اسلیئے اسکے خلاف جنگ کی ضرورت پھر نہیں ہوگی) یہ محقق امر ہے کہ ہم نے تمپر گواہی کے لیئے تمھاری طرف اپنا رسول اسی طرح بھیجا ہے جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا لیکن فرعون نے اُس رسولؑ سے بغاوت کی تو ہم نے اُسکو سخت سزا میں گرفتار کردیا۔ پھر تم بھی اگر کفر کروگے تو اُس دن کیسے بچ سکوگے جب بچے بھی (ہمارے خوف کے) بوڑھے ہو جائینگے۔ اور اُس سے آسمان بھی پھٹ پڑیگا۔ یہ ایک تنبیہ ہے جو ضرور پوری ہوکر رہیگی ÷

کیا یہ امر اُنکے لیئے انگشت رہنمائی نہیں کہ اتنی پشتیں جنکے گھروں میں سے یہ گذرتے ہیں ہم نے اس لیئے ہلاک کردیں کہ وہ ہمارے رسولوں کے منکر رہے تھے؟ بالتحقیق اسمیں نشان ہیں کیا وہ اب بھی نہ سنیں گے؟

کیا وہ نہیں دیکھتے ہم کس طرح جلی ہوئی زمین کی طرف بادلوں کو چلاتے ہیں اور غلہ پیدا کرتے ہیں جسمیں سے اُنکے چارپائے بھی کھاتے ہیں - - - - - اور وہ بھی کھاتے ہیں۔ کیا وہ پھر غور نہ کرینگے؟ (یعنی اسلام بارش کی طرح نازل ہوا ہے اسکو کوئی انسانی کوشش روک نہیں سکتی) وہ کہتے ہیں کہ کیا یہ فیصلہ کبھی واقعہ بھی ہوگا؟ اے رسول انکو کہدو کہ اس فیصلے کے نفاذ کے دن کافروں کا ایمان اُنکو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکے گا۔ یعنی اُن کا یتوں پر جو ایمان ہے اُنکو اُس کے ذریعہ سے نجات نہیں ملے گی اور اُنکو سزا میں کوئی وقفہ اور مہلت نہ دی جائے گی۔ جس طرح تمھاری تباہی کے وہ منتظر ہیں اُسی طرح تم بھی اُنکی سزا کی انتظار کرو۔ اور اپنے رب ہی کا نام یاد کرو اور ہمہ تن اُسی کے ہو جاؤ۔ وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے۔ اُسکے سوا کوئی خدا نہیں۔ اُسی کو اپنا نگہبان سمجھو اور جو کچھ وہ لوگ تمھاری نسبت کہیں وہ سب صبر سے برداشت کرو۔ جب تک تم انکے درمیان ہو اُسوقت تک اللہ انکو عذاب نہیں دیگا۔ تم کو ایک دن کا وقفہ دیا جائیگا۔ (اس سے مراد ایک سال ہے اور یہ بات اس طرح پوری ہوئی کہ اس سے ایک سال بعد جنگ بدر میں کیدار کی طاقت شکستہ ہوئی) وقت مقرر ہو چکا ہے تم اسکو نہ تو ٹال سکتے ہو اور نہ ہی اسکو جلدی کرکے قریب لا سکتے ہو۔ خدا کا گروہ ضرور فتحمند

ہوگا۔ خدا اور اُس کا رسول کامیاب ہونگے۔ کافروں پر خوف طاری ہوگا ٭

اے رسول انکو کہدو کہ تم اپنی طرف سے پورا زور لگاؤ اور میں اپنی طرف سے اپنا زور لگاؤنگا اور آخر کار تم دیکھ لوگے کہ سزا کس پر پڑتی ہے اور کون شرم اُٹھاتا ہے۔ اور کون ابدی دکھ میں مبتلا ہوگا؟ وہ ذات تقدس صفات اللہ ہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ اسلیئے ارسال کیا ہے۔ کہ وہ اسکو ہر ایک دوسرے دین پر غالب کرے۔ اور خدا اُسکا کافی گواہ ہے (یعنی اس رسول کو فتحمند کر کے خدا اسکی سچائی پر گواہی دے گا) محمد خدا کا رسول ہے اور اُسکے ہمراہی کافروں پر سخت جوش رکھتے ہیں لیکن آپسمیں بڑے رحیم اور نرم ہیں۔ تم انکو رکوع اور سجدہ کرتے دیکھو کہ کس طرح خدا کے فضل اور رضامندی کے طلبگار ہوتے ہیں۔ انکی بھی تصویر توریت اور انجیل میں موجود ہے۔ وہ اُس تخم کی مثال ہیں جو پھوٹ کر ننھا سا ڈنٹھل بنتا ہے۔ اور وہ زور پکڑتا جاتا ہے اور اپنے تنے پر مضبوطی سے بڑھتا جاتا ہے تاکہ کسان اُسے دیکھکر خوش ہو۔ وہ اللہ جس نے قرآن کی تبلیغ کو تمھارا فرض بنایا ہے ضرور تمکو تمھارے جنم بھوم (مکہ) میں واپس لائے گا۔ اور تم پر اپنے فضل کی تکمیل کریگا۔ اور تمھیں فتح اور نصرت کی راہوں میں چلائیگا ٭

ہم نے تمکو واضح فتح دی ہے۔ آج مینے تمھارے لیئے تمھارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتیں بھی تمھارے پر پوری کر دیں اور تمھارے لیئے دین اسلام راضی ہو کر پسند کیا ہے" ٭

مذکورہ بالا کلمات اُس مقدس کلام کا حصہ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا سے نازل ہوا تھا۔ انکو پڑھ لینے کے بعد میں اپنے ناظرین کو آنحضور صلعم کی سوانح حیات کے مطالعہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو قرآن کریم اور آنحضرت صلعم کی زندگی کی تواریخ دو ایسے چشمے نظر آتے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ برابر متوازی بہتے چلے جاتے ہیں۔ کلام الٰہی کا چشمہ تو اُس صداقت پر مُہر لگاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس حصہ زندگی میں اعلان کی گئی تھی جب آپ ابھی مکہ میں تنہائی اور بیکسی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور یہ اسقدر صداقت سے لبریز ہے کہ قرآن کریم کی آیات میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مفصل زندگی لکھی جا سکتی ہے ٭

یہانتک تو ایک چشمہ کا کچھ اشارہ ہماری سمجھ میں آگیا ہے۔ آؤ اب دوسرے چشمے پر غور کریں اور دیکھیں کہ جو دعویٰ میننے پیش کیا ہے وہ صحیح بھی ہے کہ نہیں ؛

اسلام کی ابتداء اور نشو و نما اور ندرت خیز و حیرت انگیز اشاعت کی پوری تفصیل ہمارے سامنے موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش آپکے تعلقات اور اُن تمام حالات کا ہمکو علم ہے جنمیں اللہ تعالیٰ نے آپکو رکھا تھا۔ آپکے لڑکپن اور جوانی کے زمانوں میں تعلیم اور تربیت۔ غیر ملکوں کی طرف آپکے سفر۔ آپکی شادی۔ آپکے سوشل زندگی کے علایق آپکے وطن کی حکومت۔ آپکے دلی جد و جہد۔ اور آپکے زیادہ نور اور روشنی پانیکی خواہش سے پیاس اور بھوک برداشت کرنیکے حالات اور آخری واقعہ اُس نور کے اُس ازلی اور ابدی سرچشمہ نور یعنی اللہ واحد کی طرفسے آپ پر نازل ہونے کے حالات ہمکو بلاکم و کاست صحیح صحیح معلوم ہیں۔ آپکا سب سے پہلا اور سب سے آخری الہام اور اس کے علاوہ آپکے وہ تمام الہامات جو مدت العمر نبوت میں آپکو ہوتے رہے وہ بھی سب کے سب ہمارے علم میں ہیں ؛

ہم دیکھتے ہیں کہ ابتداء میں آپ تنہا اور بیکس تھے۔ اُسوقت آپکی حالت ایسی تھی کہ گویا ایک بیابان میں ایک غریب دل افسردہ بے یار و مددگار چلّا رہا تھا اور لوگ اُسے ہنسی ٹھٹھے میں اڑا رہے تھے اور آپکی محب و محبوب بیوی جو آپکے حالات کی سب سے بہتر واقف تھی اُسکے سوا آپ پر کوئی بھی ایمان نہ لایا تھا۔ پھر ہمارے دیکھتے دیکھتے وہ کمزور اور نازک پودہ آہستہ آہستہ ترقی کرتا بڑھتا اور طاقت پکڑتا گیا۔ عم زاد بھائیوں اور دوستوں کے دلوں پر ایسی فتح پائی کہ وہ آپکی سچائی مان گئے۔ مخالفت دم بدم شدید اور تیز ہوتی گئی۔ مگر باوجود سخت سے سخت کا دشمن اور خطرناک مخالفتوں کے یہ پودا بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہی چلا گیا۔ اور زیادہ زیادہ لوگ حلقہ بگوش ہوتے چلے گئے۔ رفتہ رفتہ اس نئے رسول اور معلم کی شہرت عرب کے اکناف طول و عرض میں پھیل گئی۔ متلاشیان حق دور و نزدیک سے آنے شروع ہو گئے اور آسمانی انسان کے قدموں میں رہکر تربیت حاصل کرنے لگے۔ اُسکے دشمن بھی بیکار نہ بیٹھے رہے۔ جہالت اور ظلم آمیز منصوبوں اور شرارت و فتنہ انگیز مکردوں میں سے کوئی بھی اُٹھا نہ رکھا جو انہوں نے اس نئے دین کے قلع قمع اور بیخ و بنیاد سے اکھاڑنے کے لیئے روا نہ رکھا ہو اور عمل میں نہ لائے ہوں۔ ایمان

لانیوالوں کو محبوس کیا۔ ملک بدر ہونیکی سزائیں دیں۔ طرح طرح سے دُکھ دیئے۔ اور بہت لوگوں کو سخت عقوبت سے جان سے ہلاک کر دیا۔ لیکن اسلام کے خلاف جتنی کوششیں انہوں نے کیں وہ سب کی سب ناکام اور رائگاں ہوئیں۔ آخرکار انہوں نے یہ ٹھان لی کہ اس دین کے سرچشمے ہی کو روک دیں۔ انہوں نے ایک بڑا منصوبہ بنا کر آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنیکی تدبیر کی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے خارق عادت طریق سے اُنکی جان بچالی۔ وہ ہجرت کر کے مدینہ کو تشریف لیگئے جہاں اُنکے ماننے والے بھاگ کر پناہ گزین ہو رہے تھے۔ اُنکے دشمن جنہوں نے اُنکے خلاف تلوار اُٹھانے میں سبقت کی تھی وہ سب تلوار ہی کے گھاٹ اُتارے گئے۔ مکہ فتح ہو گیا اور پیشگوئی کے مطابق آنحضرت صلعم اپنے مولد میں پھر ناصر و منصور واپس تشریف لائے۔ آپ نے اور نہ آپ کے صحابہؓ نے کسی قسم کے جبر اور تعزیز کو جائز رکھا۔ آپکی فتوحات جو آپ کی وحی کی پیشگوئیوں کے مطابق ہوتی رہیں عربوں کے لیئے دینی حریت اور مذہبی آزادی حاصل کرنیکا ذریعہ ہوئیں۔ لوگ فوج در فوج خدا کے دین میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ چنانچہ آپ کی وفات (۶۳۲ء) سے پہلے پہلے تمام سرزمین عرب مسلمان ہو گئی اور خدا کے سارے وعدے پورے ہو گئے ٭

# ذکر حیات حضرت احمد صلوٰۃ اللہ علیہ

ہم نے جناب سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلعم کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ ہر طرح ناصر و منصور اور کامیاب ہوئے۔ اس سے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم یہ دکھائیں کہ اُنکی نصرت بھی معمولی نصرتوں کی طرح ہوئی تھی اور جس طرح بعض حالات کے ماتحت ملک گیری کی ہوس رکھنے والے قوی تر دشمنوں پر غالب آکر انہیں شکست دیدیا کرتے ہیں اُنکو بھی اسی قسم کا غلبہ نصیب ہوا تھا۔ نہ ہمارا یہ منشاء ہے کہ اسلام کی ظاہری فتوحات کے حالات لکھیں بلکہ ہمارا منشاء دلی اور مقصود اصلی یہ ہے کہ ہم ناظرین کو روشن کر دیں کہ آنحضور نے اپنے متبعین اور صحابہؓ میں وہ بے نظیر جذب اور حیرت انگیز ایمانی قوت اور قربانی کی روح سے بھری ہوئی عملی طاقت نفخ فرمائی کہ جسکی مثال دنیا کی تواریخ میں کہیں دوسری جگہ نہیں ملتی۔ آنحضرت محمد (صلعم) کی مبارک ذات میں کمالات کے وہ جوہر بھرے

ہوئے تھے کہ آپ اکیلے نہ رہے بلکہ ہر مس خام کو کیمیا بناتے اور ہر ناقص کو جوہر کامل میں تبدیل کرنے میں ایسا اثر رکھتے تھے کہ جو کوئی بھی آپکے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوا اور جس کسی نے آپکی تربیت کے ظل میں پناہ لی اور آپکی غلامی اختیار کی وہ ہی ظل محمدؐ ہوگیا۔ آپکی اصلاح صرف سیاسی۔ سوشل علمی۔ اخلاقی اور مذہبی دائرے تک محدود نہ تھی بلکہ آپنے انسانیت کے ہر ایک شعبہ کو زندگی کے انہیں حیات عطا کردی۔ آپنے مُردوں کو زندہ کیا۔ اور عدم محض اور نہایت پستی سے اٹھاکر ان میں ایک نئی اور پاکیزہ اور اعلیٰ درجہ کی زندگی پھونکدی ؁

یہ معمولی کامیابی نہیں بلکہ وہ خاص پُر عظمت برومندی ہے جو خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں کا حصہ ہوتی ہے۔ اسمیں یہی سِرّ مرکوز ہوتا ہے کہ اس مقدس طائفہ میں ایسی قابلیت ہوتی ہے کہ وہ اپنے دوستوں اور مخلصوں کے اندر خدائے عظیم وقدوس کی ہستی کے متعلق نہایت مضبوط اور واثق ایمان قائم کردیتے ہیں۔ جو انکی برکت سے وہ ایمان جو مردہ اور بیجان اور اندھا ہوتا ہے بدلکر اسکی جگہ کامل پختہ اور مستحکم ایمان حاصل ہوجاتا ہے۔ اور وہ مذہب جو وہم اور باطل پرستی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا اُسکی جگہ مجرب حقایق اور معقول اور صحیح النتیجہ صداقت قائم ہوجاتی ہیں ؁

اللہ تعالیٰ کی ہستی کی معرفت کا ایسا مضبوط یقین ایک ایسی زور آور طاقت ہے کہ اس سے وہ تمام سفاہت، اور نجاست جو انسان کے اندر ہوتی ہے تباہ ہوجاتی ہے اور وہ اعلیٰ جوہر جو اُس کی ہستی کے اندر مودع ہوتے ہیں اور وہ پاکیزگی کی استعداد جو اُسکے اندر دبی ہوئی ہوتی ہے وہ سب بیدار ہوکر کام میں لگ جاتی ہیں ؁

اسی قسم کی کامیابی حضرت احمد صلوٰۃ اللہ علیہ کو بھی حاصل ہوئی۔ اسلام بحالت مردہ کی سی ہو رہی تھی۔ آپنے اسکو زندگی عطا کی۔ اور اسکو زندہ کرنیسے آپنے گویا تمام نوع انسان کو از سر نو زندہ کردیا۔ کیونکہ درحقیقت اسلام کے احیا میں نوع انسان کا احیا ہے۔ یہ وہی احیا انسانیت ہے جو آپکے آقا اور معلم حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے کرکے دکھایا تھا۔ حضرت احمد صلوٰۃ اللہ علیہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت بخشی کہ آپنے بھی اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں اپنے غلاموں اور حلقہ بگوشوں کے دلوں میں ایک نہایت ہی مضبوط ایمان کی جڑھ لگانیکا معجزہ دکھادیا۔ خدا کا پرنور چہرہ

آپکی زندگی کے آئینہ میں ایسا ہی روشن نظر آرہا ہے جس طرح آنحضرت سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء سابقین علیہم السلام کے چہروں میں نظر آتا ہے ۞

حضرت احمد کی پیشگوئیاں بھی ایسی اعلیٰ پایہ کی ہیں کہ اُنکو خواہ مجموعی طور پر دیکھا جائے اور خواہ علیحدہ علیحدہ غور کیا جائے۔ ہر طرح آپکے صدق دعویٰ کے ثبوت میں کافی شہادت ہیں پہلے نبیوں کے حالات جو صفحۂ تاریخ روزگار پر زندہ موجود ہیں اُنکے علم اور واقفیت سے اس مرسل جدید کو بھی انہیں معیاروں سے پرکھنے سے آپکی سچائی بہت آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے دہریہ بھی اگر احمد کی کامل زندگی کا مطالعہ کریں تو ضرور ہے کہ اُنکے خیالات میں تبدیلی پیدا ہو جائے مگر شرط یہ ہے کہ مطالعہ حیات مکمل اور مجموعی ہیئت سے ہو کیونکہ صرف ایک واقعہ اگر مطالعہ کیا جائے گا تو اُس میں وہ طاقت نہیں ہو سکتی جو دلپر گھرا اور پختہ نقش پیدا کر سکے جس سے تبدیلی کرنے کی قوّت پیدا ہو ۞

یہاں ہمیں اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ حضرت احمد صلوٰۃ اللہ علیہ کی زندگی کے تمام سوانح کو ترتیب وار جمع کریں اور پھر اُنپر غور کرتے کرتے اُنکے سرچشمہ تک پہنچیں۔ تو یہ ثابت ہو جائیگا کہ آپکی سوانح حیات کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ آپکی اور آپکے سلسلہ کی ترقی اور اقبالمندی بھی تمام غذائی یا طبعی چیزوں کی طرح آہستہ اور تدریجی ہوئی۔ دو صیغے یعنی روحانی اور جسمانی اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کے ماتحت ہیں۔ اسلیئے ترقی کے مراحل طے کرنے میں دونوں ایک دوسرے کے ہمرنگ ہوتے ہیں ۞

اوپر ہم نے ذکر کیا ہے کہ نبی کی اندرونی تبدیلی بھی آہستگی اور تدریج کے ساتھ ہوتی ہے اور جس طرح ایک تخم بہت آہستگی اور تدریج کے ساتھ تکمیل پاتا ہوا درخت بنتا ہے اسی طرح نبوت کا خارجی اور متعدی اثر اور ظہور بھی آہستگی اور تدریج کے ساتھ تکمیل کے مرحلے طے کرتا ہوا اپنے معراج کو پہنچتا ہے۔ اسکے اندر ایک ایسی اعجازی خصوصیت ہوتی ہے جس کا مقابلہ اور مثل محال ہوتا ہے اور وقوع سے بہت مدت پیشتر ایسے وقت میں جب اُسکے ظہور کو کوئی زمینی علم اور عقل تجویز نہیں کر سکتے بذریعہ پیشگوئی اس کا علم دیا گیا ہوتا ہے ۞

نبی جب اپنے دعوۓ نبوت کی تبلیغ اور پیشگوئیوں کا اظہار شروع کرتا ہے۔ تو

عوام الناس اُسکو مجنون اور دیوانہ کہنے لگتے ہیں - اور اُسے قدیم رسوم قدیم قوانین اور قدیم مذہب کا دشمن سمجھکر اُس سے نفرت کرتے ہیں - اسکی تکفیر کرتے ہیں - اور اس لائق سمجھتے ہیں کہ اُسکو آگ میں جھونک کر جلادیا جائے - خود غرضی اور ذاتی عناد اور بغض و حسد سے اُسکی مخالفت کی آگ کو مشتعل کیا جاتا ہے اور اُسے دکھ پہنچانے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا جاتا - مگر ان سب مخالفتوں کے منصوبوں کے درمیان وہ اپنی آیندہ کے متعلق پیشگوئیاں بیان کرتا اور ترقی کرتا چلا جاتا ہے - دشمن اُسکو بڑھتا ہوا دیکھتے اور کُڑھتے ہیں - اور رفتہ رفتہ اُنکی آنکھوں کے سامنے ہی وہ وقت بھی آجاتا ہے کہ جب وہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑا ہو جاتا ہے جسکی اُنکو کبھی امید بھی نہیں تھی - یہی وجہ ہے کہ ایک نبی کی زندگی خدا تعالیٰ کی ہستی کا زمین و آسمان کی پیدائش سے بھی بڑھکر ثبوت ہوتی ہے - کیونکہ نبی کے بڑھنے اور بننے کو تو اُسکے مخالف اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں لیکن زمین و آسمان کو بنتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا - حضرت احمد صلوٰۃ اللہ علیہ اسی مضمون پر لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

صالح آدمی کی معجزانہ زندگی زمین و آسمان کے پیدا کرنے کی نسبت ہستی باری تعالےٰ پر زیادہ قوی دلیل ہے - کیونکہ کسی نے اللہ تعالیٰ کو اپنے ہاتھ سے زمین و آسمان بناتے ہوئے نہیں دیکھا - لیکن صالح آدمی کی معجزانہ زندگی قادر مطلق خدا کی ہستی کا زندہ ثبوت ہے کیونکہ ہر ایک رسول شروع میں ناچیز ہوتا ہے - یا رائی کا دانہ جسکو کسان کھیت میں پھینک دیتا ہے - الہام کے ذریعے سے پھر اللہ تعالیٰ تمام دنیا کو اطلاع دیتا ہے - کہ میں اس شخص کو ترقی دونگا - اور ستاروں کی طرح اسے روشن کرونگا - آسمان کی طرح بلند کرونگا - اور اس ذرہ کو پہاڑ بنا دونگا -*

اسکے بعد شریر لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کو ٹال دیں - لیکن کوئی اسکو ٹال نہیں سکتا - اللہ تعالیٰ اپنے نبی کا ایسا حامی ہوتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے اُسکے راستے سے تمام رکاوٹوں کو دور کرتا ہے یہانتک کہ وہ اکیلا انسان بڑھکر ایک جماعت بنجاتا ہے - اُسکی شہرت اور نام دُور و نزدیک پھیل جاتے ہیں - ہر میدان میں الٰہی نصرت اُسکے ساتھ ہوتی ہے

* انگریزی سے ترجمہ کیا گیا اسلیئے الفاظ مترجم کے ہیں +

اور جہاں کہیں وہ جاتا ہے فتح اُسکے دامن کو نہیں چھوڑتی۔ دنیا کو اُسکی خدمت میں لگا دیا جاتا ہے اور ہزاروں دل اُس کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں۔ اُسکے کلام میں ایسا اثر دیا جاتا ہے کہ ہر لفظ جو اُسکے مُنہ سے نکلتا ہے اُنکے دلوں میں جاگزین ہو جاتا ہے اور اُسکی روح القدس سے تائید کیجاتی ہے۔ اُس کے دشمنوں کا خدا خود دشمن ہو جاتا ہے اور اُسکے دوستوں کا دوست بنکر اُسکی مدد کرتا ہے۔ اور اُسکے دشمنوں سے جنگ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ آسمان اور زمین کی پیدائش سے نبیوں کی پیدائش بڑی ہوتی ہے۔ کیونکہ کسی شخص نے خدا کو زمین و آسمان بناتے ہوئے نہیں دیکھا مگر نبیوں کی عظمت خدا کو بناتے ہوئے لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ آئندہ صادر ہونیوالے واقعات سے اُسکو بہت پہلے سے خبر دیدیتا ہے۔ اور اپنے کلام کے مطابق اُن کو ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ تمام کام لوگوں کی مخالفت کے درمیان پورے کرتا ہے ٭

حضرت احمد صلوٰۃ اللہ علیہ نے یہ جو کچھ فرمایا ہے وہ دراصل اپنی زندگی کی سرگزشت بیان کی ہے۔ آپکی پیدائش ۱۸۳۷ء کے قریب ہوئی۔ یہ ہمیں معلوم ہے کہ وہ ایک شریف خاندان سے تھے۔ ابتدائی زمانہ طفولیت اپنے مولد قادیان میں بسر کیا۔ سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں آپکو اپنی مرضی کے خلاف سرکاری ملازمت میں داخل ہونا پڑا۔ بچپن ہی سے آپکا دل اللہ تعالیٰ کی طرف ایسا کھنچا ہوا تھا کہ کوئی طاقت آپکے اس میلان کو روک نہ سکتی تھی تھوڑے ہی عرصہ میں اس ملازمت کو چھوڑ کر آپ قادیان میں خلوت کی زندگی بسر کرنے کیلئے واپس آگئے۔ قادیان ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اور بڑی بڑی آبادیوں سے دُور فاصلے پر ہے۔ اپنی زندگی کے تیسویں سال سے لیکر چالیسویں برس تک آپنے گوشہ گزینی کی زندگی بسر کی۔ دنیا کے کاروبار سے بالکل علیحدہ رہے۔ اور لوگوں کی صحبت اور میل جول سے جدا رہے۔ دن رات نمازوں میں مصروف رہنا۔ اور روزے رکھنا۔ اور قرآن کریم اور دوسری کتب کے مطالعہ میں مستغرق رہنا۔ آپکی زندگی کا شعار رہا۔ اور یہ سب مجاہدات ایسی تنہائی میں کیئے کہ قریبی رشتہ داروں کو بھی خبر نہ ہونے پائی۔ آپکے قریب صحبت میں صرف غربا اور مساکین اور مریض اور یتیم دخل پاتے تھے جنکو

آپ اپنی جیب کے روپے سے اور اپنے کھانے سے پرورش کیا کرتے تھے۔ اپنی غذا بھی ایسے لوگوں کو کھلا دیا کرتے تھے اور خود روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔ اور اس طریق سے اپنے روزوں اور اپنی تنگ حالی کو اپنے خاندان کے لوگوں اور عوام سے مخفی رکھتے تھے ؎

جب چالیس برس کے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپکو امر کیا کہ اٹھکر لوگوں میں منادی کرو اور لوگوں کو متنبہ کرو کہ اگر وہ اپنی اصلاح نہ کرینگے تو وہ ہلاک ہونگے ؎

آپنے حسب اقتضائے ضروریات زمانہ پہلے پہل کتاب براہین احمدیہ مطبع میں چھپائی اور ۱۸۸۰ء میں شائع کرائی۔ اس کتاب میں بہت الہامی پیشگوئیاں درج کیں جو آئندہ مستقبل کے متعلق تھیں۔ ان میں سے چند پیشگوئیں ہم یہاں درج کرکے ناظرین کو دکھائینگے کہ وہ کس طرح حرفاً حرفاً پوری ہوئیں ؎

"اے احمد اللہ نے تجھے مبارک کیا ہے۔ تو جو کرتا ہے وہ تیرا فعل نہیں بلکہ اللہ کا فعل ہے۔ رحمٰن خدا نے تجھے قرآن تعلیم کیا ہے اور تجھے اسکے مخفی اسرار اور معانی سے مطلع کیا ہے۔ تاکہ تو لوگوں کو ڈرائے۔ کہو میں اللہ کی طرف سے آیا ہوں اور میں سب سے پہلا مومن ہوں"

غور کا مقام ہے کہ آپ ایک ایسے انسان تھے جو ایک گاؤں میں تھوڑے سے رقبۂ زمین کی پیداوار پر گمنامی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ نہ کسی یونیورسٹی کے اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور نہ ہی اعلیٰ تعلقات رکھتے تھے۔ ایسی حیثیت کے انسان کو اللہ تعالیٰ نے مامور فرمایا اور حکم دیا کہ تمام دنیا کو متنبہ کر دے۔ آپکے لیئے یہ طبعی بات تھی کہ اس اہم منصب کو بہت گران اور بہت مشکل سمجھتے۔ پھر خدا کا کلام آپ پر نازل ہوا اور فرمایا کہ تمہاری تمام ضرورتیں میں خود پوری کرونگا اور تمہاری ربوبیت میں آپ کروں گا۔ میں تمکو ایک بڑی جماعت دونگا جو تمام ادیان پر رفتہ رفتہ غالب آجائیگی۔ میں تمہیں لمبی اور کامیاب زندگی عطا کرونگا کہ تم اپنے سارے دشمنوں پر غلبہ پا سکو گے اور تمام باطل عقائد جو اسلام۔ عیسائی مذہب اور ہندو دھرم وغیرہ میں داخل ہیں ان کا قلع قمع کرو گے۔ خدا کی طرف سے مالی فتوحات بھی ہونگی اور ہر قسم کے انعامات

تم پر کئے جائینگے۔ اور آسمان سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں سے صالحین اور عالموں کو نیکی کی وحی سے ممتاز فرمائیگا۔ کہ وہ اپنے مالوں اور علموں سے تمہاری مدد کرینگے۔ لوگ اسقدر کثرت سے تمہارے پاس آئینگے کہ قادیان کو آنیوالی سڑکیں گہری ہوجائینگی اور ٹوٹتی رہینگی۔ مکہ اور مدینہ کی طرح قادیان بھی ایک مقدس مقام ہوجائیگا اور وہاں اس کثرت سے لوگوں کی آمد و رفت ہوگی کہ ملاقات کرتے کرتے تم تھک جاؤگے لیکن آپکو حکم دیا گیا تھا کہ لوگوں کی ملاقات سے تھکنا مت۔ اور یہ بھی کہ تمہاری دعائیں مقبول ہونگی اور تمکو قرآن کریم اور عربی زبان اور آئندہ کے واقعات کا ایسا علم دیا جائیگا کہ کوئی شخص اُس کا مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ اسلام اور دوسرے مذہبوں کے علماء تمہاری مخالفت پر کھڑے ہو جائینگے۔ تمکو کذاب اور مفتری کہیں گے اور تمہاری تکفیر کرینگے۔ اور لوگوں کو ترغیب دینگے اور انکی جہالت کے جوش کو بھڑکائینگے کہ تمہاری توہین کریں اور تمکو قتل کرنے پر آمادہ ہوں۔ لیکن اُنکے سارے منصوبے اللہ کی طرف سے برباد کردیئے جائینگے۔ اور ہر ایک مشکل کے وقت تمہاری مدد کیجائے گی ٭

بڑھاپے میں تمہارے ہاں اولاد ہوگی لڑکے بھی ہونگے اور لڑکیاں بھی ہونگی۔ بعضے انمیں سے چھوٹی عمر میں فوت ہوجائینگے اور بعضے پوری عمریں پائینگے۔ تمہارے دنیا سے گذر جانے کے بعد بعضے تمہارے کام کو سنبھالینگے۔ دنیا کے خاتمہ تک وہ اقبال اور تعداد میں ترقی کرتے جائینگے۔ اسی طرح اللہ تمہارے مخلص تابعداروں کے ساتھ بھی کریگا۔ اللہ قدیر انکو قیامت تک اُنکے دشمنوں پر غالب رہنے کے لیئے مدد کیا کریگا۔ اور ہمیشہ اوپر اپنا خاص فضل کیا کرے گا۔ جبتک وہ راستباز اور مخلص رہینگے وہ اُسکے برگزیدہ بندے ہونگے ٭

ہم نے حضرت احمد صلواۃ اللہ علیہ کے چند الہامات کا یہ خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھا ہے۔ ناظرین میں سے جو صاحب اصلی اور مفصل الفاظ الہامی کلام کا مطالعہ کرنا چاہیں وہ اصل کتاب براہین احمدیہ میں دیکھ لیں۔ جو چار جلدوں میں ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۳ء میں شائع ہوئی ٭

جب ۱۸۹۱ء میں آپنے دعویٰ کیا کہ میں مسیح موعود ہوں تو تمام لوگ آپکے مخالف ہو گئے۔ آپکے اپنے خاندان کے لوگوں میں سے بھی بعضوں نے آپکو نہ مانا۔ بلکہ آپکا مضحکہ اڑانے پر کمربستہ ہو گئے۔ اس ملک کے رہنے والے مسلمان۔ سکھ اور ہندو سب کے سب مخالفت پر تل پڑے۔ ایک مسلمان مولوی محمد حسین بٹالوی نامی نے فتویٰ تکفیر لکھکر تمام ملک میں مخالفت کی آگ مشتعل کردی اور اس فتوے پر ہندوستان بھر کے مولویوں کی مہریں لگوالیں کہ حضرت احمد صلواۃ اللہ علیہ اور آنکے متبعین دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ ......

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . یہ

عقیدہ بھی عوام الناس میں پھیلایا گیا کہ جو کوئی حضرت احمد صلواۃ اللہ علیہ کو قتل کریگا وہ بڑی شہادت کا رتبہ پائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ سے اسکو اجر عظیم ملیگا۔ ادھر عیسائی بھی مخالف ہو گئے اور ایسے دشمن ہوئے کہ انہوں نے بھی طرح طرح کے منصوبوں سے آپ کو ہلاک کرنا چاہا۔

مہدی کے

نام کے ساتھ جہاد مقاتلہ اور خونریزی منسوب ہو چکی تھی اسواسطے یہ بھی تعجب کی بات نہ تھی کہ حکومت کے عمال میں سے بھی کسی کو آپکے مدعی مہدویت ہونے کی وجہ سے اس قسم کا اشتباہ آپکی نسبت گذرتا ؂

غرض سارے ملک میں ہر طبقہ کے لوگ آپکی مخالفت پر کھڑے ہو گئے۔ ہندووں اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور سکھوں نے اپنے اپنے اختلافات کو طاق پر رکھدیا اور سب نے جمع ہو کر آپکی مخالفت پر کمر باندھ لی۔ ایسے تنگ وقت میں آپکے سارے دوست۔ رشتہ دار ہمسائے اور آشنا آپکو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ صرف تیس آدمیوں کے قریب مخلص اور جانثار دوستوں کی ایک قلیل جماعت آپکے ساتھ رہی۔ ایسی حالتمیں خدا کے فرشتہ

نے آپکو وحی پہنچائی جسکو رؤیا میں کہا گیا۔ کہ "تمام دنیا نے تو مجھے چھوڑ دیا ہے کیا تُو نے بھی مجھے چھوڑ دیا ہے" اسپر آپ کو الہام میں آواز دیگئی "نہیں ہمنے تم کو نہیں چھوڑا"

Digitized by Khilafat Library

آپنے اپنی تنہائی کو ایک نظم میں یوں بیان فرمایا ہے :۔

حریص غربت و عجز م اناں روزی کہ دانستم ÷ کہ جا در خاطرش باشد دل مجروح غربت را
چہ دوزخہا کہ میدیدم بدیدار چنیں روہا ÷ بنازم دلبر خود را کہ بازم داد جنت را

آپکی ایسی حالت اُس تخم کے مشابہ تھی جو زمین میں اسلیئے ملایا جاتا ہے کہ وہ اُگ پڑے حضرت احمد صلواۃ اللہ علیہ ادھر تو اس بیکسی اور تنہائی میں ان لوگوں کی نفرت اور ملامت اور بد زبانی کا تختہ مشق بنے ہوئے تھے۔ اُدھر دوسری طرف اللہ تعالیٰ آپکی نصرت کے لیئے اپنے مخفی دستِ قدرت کے کرشمہ دکھا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی کشش اور جذب آپکے اندر رکھدی تھی کہ فہیم اور مخلص لوگ چُن چُن کر رفتہ رفتہ آپکے حلقہ عقیدت میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ یہ ایسا مبارک اجتماع تھا کہ اسکے متعلق ایسے وقت میں پہلے سے ہی آپکو خبر دیجا چکی تھی جب آپ اس سے بالکل ناآشنا تھے۔ جس طرح تخم زمین میں سے پہلے بہت آہستگی سے نکلتا ہے اور پھر جلدی جلدی بڑھنے لگتا ہے اسی طرح آپکی جماعت بھی پہلے تو آہستہ آہستہ بڑھنی شروع ہوئی اور پھر لوگ گروہ در گروہ داخل ہونے شروع ہو گئے ÷

تین سالوں میں مشکل سے ایک سو آدمی آپکے مرید ہوئے۔ جنکے نام ۱۸۹۳ء میں شائع کیئے گئے تھے۔ لیکن ہر قسم کی باد مخالف اور عداوت کے طوفانوں کو عبور کر کے آپ بڑھتے چلے گئے۔ ہر دن نئی کامیابی اور نئے مریدوں کے داخل ہونے کی بشارتیں آپکو پہنچتیں۔ آپکی نمایاں ترقی سے دشمنوں کا غیض و غضب اور انکی آتش حسد و بغض زیادہ تیز ہوتی جاتی تھی ÷

۱۸۹۴ء میں آپکے دعوے کی تصدیق میں ایک اور عظیم الشان نشان آسمان پر نمودار ہوا۔ وہ یہ تھا کہ آنحضرت سرور کائنات صلعم نے مسلم میں مشہور و معروف

روایت درج ہے کہ مہدی موعودؑ کے ظہور کی تصدیق کے لئے ماہ رمضان کی مقررہ تاریخوں میں (جو حدیث میں مذکور ہیں) چاند اور سورج کو گرہن لگیں گے۔ چنانچہ اسکے مطابق یہ دونوں گرہن مقررہ تاریخوں میں ماہ رمضان میں لگ گئے۔ یہ ایسا نشان تھا کہ جو آسمان پر ظاہر ہوا۔ اسکے وقوع میں کسی انسان کا دخل نہیں ہو سکتا۔ وہم و گمان ہرگز تجویز نہیں کر سکتے کہ میرزا غلام احمد ستاروں اور آفتاب و مہتاب کی گردشوں میں کسی طرح بھی دست اندازی کرنیکی طاقت رکھتے تھے۔ بلکہ اس کا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے بلا وہم دست اندازی انسانی واقع ہونے میں کوئی اشتباہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صرف اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں اور ہر شے کا مالک اور متصرف ہے۔ اس نشان کو دیکھکر بہت لوگ ایمان لے آئے۔ اُسی زمانہ میں پنجاب کے سرکردہ عیسائیوں نے بڑے شد و مد کے ساتھ امرتسر کے مقام میں آپکے ساتھ ایک دینی مباحثہ کیا۔ اور اُس میں آپنے عیسائیوں کو سخت شکست دی اور اُنکے عقائد کا بطلان اور اسلامی عقائد کی عظمت اور فوقیت شان ثابت کر دی۔ اس سے بھی اکثر لوگوں کی رائے آپ کی تصدیق میں قائم ہو گئی۔ اور بہت لوگ آپکی جماعت میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ ۱۸۹۶ء کے اخیر میں ۳۱۳ مرد آپکے سلسلے میں شامل ہو چکے تھے جنکے نام ایک رسالہ میں شائع کر دیئے گئے تھے۔ ۱۸۹۶ء۔ ۱۹۰۰ء کے درمیان آپکو بہت کامیابی حاصل ہوئی۔ آپکی پیش خبر کے مطابق اسلام کا ایک بڑا دشمن خوفناک موت سے ہلاک ہوا۔ آپنے یہ بھی پیشگوئی کی تھی کہ ملک میں سخت طاعون پھیلے گی۔ چنانچہ آپکی پیشگوئی کے مطابق طاعون بھی شدت کے ساتھ ملک میں پھیلی۔ جلسہ اعظم مذاہب میں تمام مذہبوں کے نامی گرامی اور منتخب پیشواؤں کے مضامین کے مقابل میں آپ کا مضمون ایسا غالب رہا کہ تمام دشمن اور دوست بیساختہ اُسکی فوقیت کی شہادت دے اُٹھے۔ اس مضمون میں آپنے ثابت کر دیا کہ آپکو قرآن کریم کے حقائق و معارف اور عربی زبان کا ایسا علم ہے کہ کوئی متنفس روئے زمین پر اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسمیں کلام نہیں کہ اس سے پہلے بھی آپنے ہر موقعہ پر قرآنی حقائق و معارف اور زبان عربی کا اعجازی علم ثابت کیا لیکن جلسہ اعظم مذاہب جو ۱۸۹۶ء میں منعقد ہوا تھا اس میں آپکے دلائل کو تمام مخالف مذاہب والوں نے

جلسۂ عام میں پہلی بار سُنا۔ اور اُسکی عظمت اور فوقیت کے قائل ہوئے۔ یہ جلسہ لاہور میں منعقد ہوا تھا اور اس میں اپنی برتری اور کامیابی کے متعلق بھی آپنے کئی روز پہلے اشتہار میں پیشگوئی چھاپ کر سارے شہر میں تقسیم کرا دی تھی۔ اور اُسی کے مطابق ظاہر ہُوا ۔

سنہ ۱۹۰۰ء میں آپکے سلسلہ کے ممبروں کی تعداد ترقی کر کے بارہ ہزار تک پہنچ گئی۔ پھر تو لوگ فوج در فوج داخل ہونے شروع ہو گئے۔ پنجاب میں سے شروع ہو کر یہ سلسلہ تمام ہندوستان کے اطراف میں پھیل گیا۔ پھر بیرونی ملکوں پر اسکی برکات اور تاثیرات کا آفتاب طلوع ہُوا۔ افغانستان نے اس خوش نصیبی سے بہت بڑا حصّہ پایا۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف اور اُنکے شاگردوں کی قربانیوں سے افغانستان اور خراسان میں سلسلہ احمدیہ کے ممبر ہزاروں کی تعداد میں موجود ہو گئے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں تعداد جماعت احمدیہ چار لاکھ تک پہنچ گئی۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ناپائیدار دنیا سے رخصت ہو کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ اور اسوقت تک اس سلسلہ کی شاخیں تمام دنیا کے اکثر ملکوں میں قائم ہو گئی تھیں۔ اور خدا کا وعدہ کہ میں احمد کو ایک قوم بناؤنگا پورا ہو گیا تھا۔ اور ہو رہا ہے۔ اپنی وفات سے چند ماہ پیشتر آپنے ایک نظم لکھی جس میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور عنایتوں کا ذکر کیا جو آپ پر نازل ہوئیں ۔

بہار آئی ہے اسوقت خزاں میں — لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں
ملی یوسف کی عزت لیک بے قید — نہ ہو تیرے کرم سے کوئی نومید
خدا کا ہمہ بس لطف و کرم ہے — وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے — ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے
مبارک۔ وہ جو اَب ایمان لایا — صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

اس سے صاف روشن ہے کہ آپ کی کامیابی صرف تعداد مریدین تک محدود نہ تھی بلکہ اُنکے اوصاف کے متعلق بھی تھی۔ وہ اعلیٰ درجہ کے لوگ ہیں جو اخلاق۔ پاکیزگی۔ تقویٰ۔ محبت الٰہی کے جوش اور اپنے پیر کے ساتھ جانثاری اور اخلاص میں آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے مثیل ہیں ۔

اسی طرح ایک اور پیشگوئی آپکی نسل کے متعلق ہے۔ چالیس سال مجاہدات اور روزے اور زہد کی مشقت میں گذار کر آپ کا جسم بہت مضمحل اور کمزور ہو گیا تھا اور قوائے قریباً جواب دے بیٹھے تھے۔ آپ کو شادی کا کوئی خیال نہ تھا اور نہ ہی یہ گمان تھا کہ اب آپکے ہاں اولاد ہو سکے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ ینقطع اٰبائك ویبدء منك۔ یعنی تیرے آباء کا نام اور سلسلہ منقطع ہو جائیگا اور تجھ سے شروع ہوگا۔ رب لاتذرنی فردًا وانت خیر الوارثین۔ یعنی اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو بہترین وارثوں سے ہے۔ یہ ۱۸۶۸ء سے پہلے کے الہام ہیں۔ پھر اس الہام سے کئی سال بعد اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق آپنے ایک معزز خاندان میں شادی کر لی۔ خدا کی پیشگوئی پورا ہونیکا وقت آگیا اور یہ امر آئندہ کے الہامات میں مشرح ہوتا گیا ؎

۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کو آپنے ایک رسالہ شائع کیا۔ اور اُس میں لکھا:-

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُسکے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا ایک ذکی غلام (بیٹا) تجھے ملیگا وہ لڑکا تیرے ہی تخم

سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اسکو مقدس روح دی گئی ہے اور رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اسکے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنیکے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کردیگا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئی) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلاء کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُسمیں اپنی روح ڈالینگے اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اُس سے برکت پائینگی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائیگا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا .........

تیری نسل بہت ہوگی۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا مگر بعض اُنمیں سے کم عمری میں فوت بھی ہونگے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائیگی اور ہر یک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائیگی اور وہ جلد لاولد رہکر ختم ہو جائے گی اگر وہ توبہ نہ کرینگے تو خدا اُنپر بلا پر بلا نازل کریگا یہانتک کہ وہ نابود ہو جائینگے ''۔ (مجموعہ الہامات البشریٰ جلد دوم صفحہ ۴ و ۵ و ۶)

جب یہ عظیم الشان پیشگوئی شائع کیگئی تو اسکے بعد پھر اسکا ایفا شروع ہو گیا اور حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں دس بچے پیدا ہوئے جنمیں پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں۔ انمیں دو لڑکے اور تین لڑکیاں تو بچپن ہی میں فوت ہو گئے اور باقی سب زندہ ہیں اور اُنکی اولاد اور اقبال روز افزوں ترقی پر ہے۔ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے خاندان میں اب بفضلِ خدا پچیس متنفس ہیں اور انکے مقابل اُنکے یک جدی جنکے متعلق الہام الٰہی میں تنزل کی خبر دیگئی تھی دن بدن کم ہو گئے اور اب ان میں سے صرف ایک لڑکا زندہ ہے۔ اس پیشگوئی میں ایک اور عجیب خصوصیت ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک بچے کے پیدا ہونے سے پہلے آپکو خبر دیجاتی تھی اور آپ اُس پیشگوئی کو اُسی وقت شائع کر دیتے تھے۔ اور دشمنوں اور دوستوں میں ان الہامات کو کتابوں اور اخباروں اور اشتہاروں میں چھاپ کر تقسیم کر دیتے تھے۔ اور اس طرح قبل از وقت اطلاع عام کر دیتے تھے۔ پھر اُسکے مطابق ظاہر ہو جاتا تھا۔ یہ ایک ہی پیشگوئی کئی پیشگوئیاں بنگئی۔ اور ہر ایک اُسی طرح پوری ہوتی رہی جس طرح آپ انکو قبل از وقت شائع کیا کرتے تھے ۔

اب ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ کیا آیا یہ سب باتیں انسان کے احاطہ قدرت میں ہیں یا یہ اُس زبردست حکیم و قادر مطلق کی اعجازی کرشمہ نمائی کے نمونے ہیں جنمیں انسان کی طاقتیں کوئی دخل نہیں رکھتیں۔ کیا یہ انسانی طاقت ہے کہ پچاس برس آیندہ ہونیوالے واقعات کو آج بہ تحدی بیان کر سکے۔ انسان تو اپنے تعلقات کے گرداب میں مقید ہے اور اپنے حالات کے چکر میں گھرا ہوا ہے۔ اور اُنکے ماتحت چلنے پر مجبور ہے۔ لیکن یہاں ہم برعکس اسکے دیکھتے ہیں کہ اپنے حالات پر آپ حکمرانی کرتے ہیں۔ چالیس برس کی عمر ہو جانے کے بعد آپ پیشگوئی کرتے ہیں کہ مَیں نکاح کرونگا اور میرے ہاں اولاد ہوگی۔ بعض اُنہیں سے مر جائینگے۔ اور باقی زندہ رہینگے اور با اقبال ہونگے۔ اور اُنہیں سے ایک بہت عظیم الشان ہوگا ۔

ہندوستانی زندگی کے طرز پر یہ ممکن ہوسکتا تھا کہ چالیس برس کی عمر کے بعد وہ شادی کرنے کے قابل ہی نہ رہتے۔ پھر اگر شادی کر لی تھی تو یہ بھی ممکن تھا کہ اُنکے ہاں اولاد ہی نہ ہوتی۔ اور اگر اولاد ہوئی تھی تو ممکن تھا کہ سب کے سب مر جاتے یا سب کے سب زندہ رہتے۔ اور اُنکی پیشگوئی اگر اٹکل سے تھی تو غلط نکلتی۔ لیکن واقعہ تو وہی ہوا جو پیشگوئی کے الفاظ میں پہلے اعلان پا چکا تھا۔ اس سے آگے اگر پیشگوئی کا یہ حصہ پورا ہو گیا تھا تو یہ ہوسکتا تھا کہ اُنکی اولاد کو اولاد نہ ملتی اور وہ سلسلہ آگے نہ چلتا اور وہ نا اہل اور نالائق نکلتے لیکن ہمیں صاف نظر آرہا ہے کہ اُنکے آگے نسل کی ترقی کا سلسلہ جاری ہے اور وہ لائق

اور ہر طرح سے قابل ہیں۔ اُنکی لیاقت اور تقوٰی کے تمام دوست و دشمن شاہد و قایل ہیں۔ اور یہاں تک انہوں نے ترقی کی ہے کہ اسوقت مسند خلافت سلسلہ احمدیہ پر آپکا لڑکا ہی متمکن ہے جن کا نام مرزا بشیر الدین محمود احمد ہے۔ اور جو اس سلسلہ کے موجودہ پیشوا اور خلیفہ ہیں اس شخص کو منصب خلافت کیلیئے جماعت احمدیہ نے اُسکے رشتہ فرزندی احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سبب منتخب نہیں کیا تھا بلکہ سب نے ۵ لاکھ کی جماعت میں سے اسکو ہی قابل ترین انسان سمجھکر اور تمام اوصاف سے متصف پاکر منتخب کیا تھا ؞

یہ تو خدا تعالیٰ کے کلام اور اُسکے پورا ہونیکے کرشمے ہیں لیکن اگر ہم فرض کریں کہ یہ خدائی قدرت سے واقعہ نہیں ہوئے تھے بلکہ قیاس اور تخمینہ سے پہلے ایسی باتیں کہدی گئی تھیں اور پھر اُنکو پورا کرنیکی کوشش کیگئی تھی لیکن اُس پیشگوئی کی توجیہ کیا بیان ہو سکتی ہے جو دہریہ مزاج یکجدیوں کے بارے میں ہوئی تھی اور پوری ہوئی۔ آپ لوگ شادی کر سکتے ہیں اور آپکے ہاں بچے پیدا ہو سکتے ہیں لیکن آپ اپنے دشمنوں کی تعداد کو کیونکر کم کر سکتے ہیں۔ حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنے یکجدیوں کے متعلق پیشگوئی بیان کی تو اُسوقت آپ تنہا تھے اور وہ تین تھے۔ وہ تو سب کے سب مر گئے اُنکا صرف ایک لڑکا باقی ہے جو آپکے حلقہ میں داخل ہو گیا ہے۔ گویا وہ بحیثیت عدوان حضرت احمد بالکل مفقود ہو گئے ہیں اور صفحہ ہستی سے اُٹھ گئے ہیں آپکی ہزاروں پیشگوئیاں ہیں لیکن انہیں سے ہم یہاں صرف ایک ہی اور پیشگوئی کا ذکر کرینگے ؞

یہ پیشگوئی جسکا ہم اب ذکر کرنا چاہتے ہیں آپکی درازیٔ عمر اور آپکی جان و عزت کی حفاظت اور عام کامیابی کے وعدوں کے متعلق ہے:-

اطال اللہ بقاءک۔ ثمانین حولا او قریب من ذٰلک۔ واللہ یعصمک من الناس وان لم یعصمک الناس۔ یریدون ان یطفئوا نور اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ سلام علیک انی معک ومع اھلک۔ یا عیسٰے انی متوفیک و رافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین

اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ

ابھی تفسیر آپنے یہ کی ہے کہ مجھے وعدہ دیا گیا ہے کہ کوئی انسان میرے قتل اور آبروریزی پر قادر نہیں ہوسکیگا میں طبعی موت سے مرونگا اور اسّی برس یا اسکے لگ بھگ عمر پاؤنگا۔ غرض میری عمر کو کاٹ کر تھوڑی کرنے پر کوئی انسان قادر نہیں ہوگا۔ اور اس امر کو آپنے اس تحدی سے بیان کیا کہ اگر میرے مارنے پر کوئی انسان قابو پا سکا تو سمجھو کہ میری پیشگوئی جھوٹی نکلی اور میں کذاب اور مفتری علی اللہ ہوں ؛

۱۸۸۰ء میں جب آپنے براہین احمدیہ شائع کی تو اُسوقت اسبابت کا احتمال نہیں ہوسکتا تھا کہ آپکی زندگی کے درپے کوئی انسان ہوگا۔ لیکن جب آپنے تبلیغِ دعویٰ ماموریت شروع کی تو لوگ چاروں طرف سے دشمن ہو گئے۔ اور ہر ایک اپنے اپنے سمجھ اور طریق میں اسی کوشش میں غلطان پیچان ہوا کہ کسی طرح آپکو صفحہ ہستی سے معدوم کر دیا جائے ؛

پنجاب جیسے ملک میں جہاں جرائم کثرت سے واقعہ ہوتے ہیں کسی مجنون مُلّاں کیلئے بہت آسان تھا کہ وہ آپکے قتل کرنیکے لیئے لوگوں کو اُبھار کر تیار کرلیتا۔ چنانچہ انہوں نے بہت کوشش کیں بھی لیکن وہ سب میں نامراد اور ناکام رہے۔

۱۸۹۱ء میں عوام الناس کو حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف برانگیختہ کرنیکا واقعہ بہت مشہور ہے۔ پھر انہوں نے اپنے فتوی کی تائید مکہ اور مدینہ اور دیگر مقامات مقدسہ سے حاصل کرنیکی کوشش کی۔ وہاں کے بھی متعصب اور خون آشام علماء نے اعلان کر دیا کہ آپکی مخالفت بڑے ثواب کا کام ہے۔ ان تمام منصوبوں اور ترغیبوں اور فتووں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے احمدؑ کی حفاظت کی ؛

آپکی حیرت انگیز دینی کارروائیوں اور اعجاز نمائیوں کا یہ اثر ہُوا کہ باوجود مخالفت کے عام طور پر لوگ آپکو ایک عظیم الشان انسان مانتے تھے۔ اور اس حیثیت میں آپکی عزت بھی کرتے اور آپسے گونہ محبت بھی رکھتے تھے۔ اسلیئے مولویوں کی شرانگیزیوں اور اغواؤں اور مفسدہ پرداز

تحریکوں کا لوگوں پر اثر نہ ہوا۔ لیکن باینہمہ ایسے احمق اور دروغ پسند لوگ بھی موجود تھے جنہوں نے شہادت کا درجہ پانے کے جنون میں حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جان پر حملہ کرنیکے منصوبے بنائے چنانچہ اس جگہ ہم ایسے ایک آدمی کا واقعہ لکھکر ناظرین کو بتانا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے لوگ اور بھی بہت سارے موجود تھے جو ہر وقت آپ کو قتل کرنے کا موقعہ تلاش کرتے رہتے تھے۔ ایک قوی ہیکل راجپوت مسلمان نوجوان مخالف مولویوں کے اغواء سے قادیان میں آپکو قتل کرنیکے ارادہ سے آیا۔ جب اس نے آنکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ دیکھا تو اسکے خیالات تبدیل ہو گئے اور مجمع عام میں آپکے سامنے حاضر ہوکر بیان کیا کہ مجھے مولویوں نے سمجھایا تھا کہ اگر تم مرزا غلام احمد کو قتل کرو گے تو تمکو شہادت کا بڑا مرتبہ ملیگا۔ تمہاری تمام گناہ بخشے جائینگے۔ اور تم جنت میں بہت بلند مقام پر جگہ پاؤ گے اس خیال سے متاثر ہوکر میں آپکو قتل کرنیکے ارادہ سے آیا اور موقعہ تلاش کرتا رہا۔ لیکن جب میں نے آپکی صورت دیکھی تو میرے خیالات بدل گئے۔ مولوی لوگ کہتے تھے کہ آپ کذاب اور مفتری ہیں لیکن آپ کا چہرہ دیکھکر مجھے یہ بات سمجھ میں آئی کہ وہ آپسے ناحق کی عداوت رکھتے ہیں اور آپکے خونِ ناحق کے درپے ہیں آپکی سی صورت مفتری اور کذاب کی نہیں ہو سکتی۔ آپکے بشرہ سے مجھے حق کی ہیبت اور صداقت کی عظمت نظر آئی میں نے اپنے خیال سے توبہ کی اور اب آپکے سامنے سب حال سچ سچ بیان کرتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ مجھے بھی اپنے مریدوں میں داخل فرما لیا جائے۔ چنانچہ اس نے بیعت کرلی اور مریدوں میں داخل ہوگیا ۔

آریہ سماجیوں نے حضرت مسیح موعودؑ پر لیکھرام کے قتل کا اشتباہ کیا۔ لیکن تحقیقات سے آپ بالکل بے لوث ثابت ہوئے اور پولیس نے صاف کہدیا کہ انکا اسمیں کوئی دخل نہیں۔ آپنے آریہ سماجیوں کے جواب میں یہ بھی اعلان کر دیا کہ اگر لیکھرام کے قتل کرنے پر مرزا غلام احمد قادر ہو سکا ہے تو تم ساری کی ساری جماعت میرے قتل کرنے کی کوشش کرو۔ پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ جس نے میری حفاظت کا وعدہ کیا ہے وہ کس طرح تمہارے مقابل پر میری حفاظت فرماتا ہے۔ اگر تم میرے قتل کرنے میں کامیاب ہوگئے تو میری پیشگوئیوں اور دعاوی کی تکذیب پر یہ ایک بین دلیل ہو گی۔ آریہ قوم ایسی بھڑکی ہوئی تھی خیال کیا جا سکتا تھا کہ وہ اس تجویز کو منظور کرینگے۔ اور ایک حد تک انکا منظور کر لینا ثابت بھی ہوتا ہے۔ کیونکہ بہت گمنام چٹھیاں پہنچیں جنمیں آپکو قتل کی دھمکی دی گئی۔ ایک دفعہ آپ لاہور میں تھے تو کسی نے آپکو لکھا کہ اگر تم آج باہر نکلو گے تو تم کو بھی لیکھرام کی طرح تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ آپ اس چٹھی کو پڑھتے باہر نکل آئے۔ خاکسار بھی آپکے ساتھ تھا۔ ہم پانچ گھنٹے برابر باہر ہی رہے لیکن کچھ بھی نہ ہوا ؀

ایک نامی گرامی مشنری ڈاکٹر پادری ہنری مارٹن کلارک نامی نے بھی آپکی مخالفت میں ایک ناواجب کارروائی کی اسنے عدالت میں جھوٹا استغاثہ دائر کر دیا کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسکے قتل کا اقدام کیا ہے۔ اس مقدمہ میں حکام گورنمنٹ پر اثر ڈالنے کیلیئے تمام بڑی بڑی جماعتوں کے سرگودہ ساتھ ملا لیئے گئے۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک عیسائی مشن کی طرف سے خود مستغیث۔ اور مولوی محمد حسین بٹالوی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدیمی دشمن تھا اور آپکے برخلاف خطرناک تعصب کے خیالات رکھتا تھا مسلمانوں کی جانب سے گواہ لالہ رام بھجدت پریسیڈنٹ آریہ سماج جو ایک وکیل ہے اُس نے اپنی قوم کی طرف سے اپنی قانونی خدمات مفت پیش کیں۔ یہ مقدمہ قانونی طور پر ایسی عمدگی اور ہوشیاری سے چلایا گیا تھا کہ جب یہ مکمل ہو گیا تو کوئی سقم اور رخنہ اسمیں قانونی لحاظ سے ایسا باقی نہیں رہا تھا کہ جس سے آپ سزا سے بچ سکتے۔ اس مقدمہ میں آخری حکم کیلیئے ایک تاریخ عدالت نے مقرر کی۔ اور سبکو یہ خیال تھا کہ عدالت ضرور سزا دیگی۔ لیکن تاریخ فیصلہ سے دو روز پہلے آپکو بذریعہ الہام بتایا گیا کہ

" الذی فرض علیك القرآن لراد ك الی معاد - دشمنوں میں پھوٹ - ایک انہیں سے بعزت کیجائیگا - بریت " اس الہام الٰہی کی بنا پر آپنے اعلان کردیا کہ میں بری ہونگا اور دشمن ذلیل ہونگے - اسکے تھوڑی عرصہ بعد ہی عبدالحمید نامی نے جو استغاثہ کی بنا کا اصل اور خاص گواہ تھا پولیس کے سامنے عجیب طور سے یہ امر بیان کیا کہ در اصل یہ سارا مقدمہ جعلی ہے چنانچہ اُس کا بیان عدالت میں تحریر کردیا گیا اور اُسکو معافی دیگئی اور ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک مستغیث نے عدالت میں دست برداری دی - اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الٰہی الہام کے مطابق نہایت عزت کے ساتھ بری ہوئے ۔

اسکے بعد بھی لوگوں نے آپکو چین نہ لینے دیا بلکہ ہر وقت کوئی نہ کوئی مقدمہ بنائے رکھتے تھے - اور آپکو کئی بار عدالتوں میں بحیثیت ملزم اور مدعا علیہ حاضر ہونا پڑا - لیکن ہر ایک مقدمہ میں آپ بعزت بری اور کامیاب ہوتے رہے اور ہر موقعہ پر اپنی براءت اور کامیابی کی آپ نے پیشگوئی کی اور اُسکے مطابق ہی نتیجہ ہوتا رہا - اور دشمن ہر موقعہ پر ذلیل اور ناکام ہوتے رہے - خدا تعالیٰ نے آپکو بار بار الہام انی مھین من اراد اھانتك سے عام طور پر بتایا ہوا تھا کہ جو کوئی بھی تیری اہانت اور ذلت کے ارادے سے اُٹھے گا وہ ہی ذلیل کیا جائیگا - چنانچہ ہر موقعہ پر یہ الہام پورا ہوتا رہا ۔

ایک شخص مولوی کرم الدین نامی نے آپکے خلاف استغاثہ دائر کیا - اُس کا سنہ ۱۹۰۴ء میں عدالت سے فیصلہ ہوا اور اُلٹے کرم الدین مذکور پر دھوکہ دہی اور دروغگوئی کے جرم میں پچاس روپے جرمانہ ہوئے اور عدالت نے قرار دیا کہ اُس کے متعلق لفظ کذاب کا استعمال جائز اور صحیح ہے ۔

آہ! ہم انسان ضعیف البیان ہیں ہمیں ہرگز علم و یقین نہیں ہوسکتا کہ ہم کب تک جیئیں گے - بلکہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ کل تک بھی ضرور جیتے رہینگے یا نہیں - لیکن آپنے سنہ ۱۸۸۰ء میں شائع کردیا تھا کہ میں اسی برس تک یا اسکے لگ بھگ زندہ رہونگا - اور تمام عمر بھر میرے قویٰ ایسے مضبوط رہینگے کہ میں اپنے منصب کا کام اور تبلیغ کرتا رہونگا - یہ خبر آپنے کوئی ایک یا دو دن یا ایک دو ہفتے یا ایک یا دو مہینے یا ایک یا دو سال پہلے نہیں ظاہر کی تھی بلکہ

۲۸ سال پیشتر یہ پیشگوئی شائع کی تھی اور آپنے پیشگوئیاں بھی تھوڑے عرصے کیلئے نہیں کیں بلکہ متواتر چالیس سال تک پیشگوئیاں کرتے رہے اور وہ سب پوری ہوتی رہیں۔ آپکے دشمن جب آپکو قتل کرنیکی دھمکی دیتے تو آپ کا اُنکو یہی جواب ہوتا تھا کہ مجھے کوئی انسانی ہاتھ قتل نہیں کرسکتا ؛

جب طاعون زور شور سے اس نواح میں پھیلی اور لوگ کثرت سے ہلاک ہونے لگے تو آپنے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے الہام کیا ہے انی احافظ کل من فی الدار تو اور وہ لوگ جو تیرے گھر کی چار دیواری میں ہونگے وہ طاعون سے نہیں مرینگے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی بھی پوری نکلی ؛

آپ کی صحت عام طور پر اچھی نہیں تھی اور ڈاکٹروں نے آپکو مشورہ دیا تھا کہ سخت دماغی کام نکریں۔ لیکن اس مشورہ کے بعد آپکی نبوت کی زندگی شروع ہوئی اور آپنے وہ فرائض تبلیغ و وعظ اور مقابلہ مخالفتہائے گوناگون اور حلّے مشکلات بوقلمون جو نبی کے لیے ضروری ہوتے ہیں انکے باوجود آپنے اسّی کے قریب ضخیم کتابیں تصنیف کیں جنمیں مذہبی فلسفہ کے نہایت عمیق اور دقیق مسائل کو حل فرمایا یہ کام بہت بڑی دماغ سوزی اور دلی طاقت سے ہوا اور آپ نے عمر بھی اسیقدر پائی جسقدر الہام کے ذریعہ سے ۲۸ برس پہلے شائع کر چکے تھے جب آپکے دنیا سے رخصت ہونیکے دن قریب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپکو اطلاع دی وہ الفاظ جنمیں اللہ تعالیٰ کی یہ وحی نازل ہوئی وہ شفقت اور محبت سے پُر تھے۔ آپنے دسمبر ۱۹۰۵ء میں الوصیت شائع فرمائی اور اُسمیں لکھا:-

"چونکہ خدائے عزّوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارے میں اُسکی وحی اسقدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا اسلیئے مینے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور اُن تمام لوگوں کے لیے جو میرے کلام سے فائدہ اُٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں سو پہلے میں اُس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں کہ جس نے مجھے میری موت کی خبر دیکر میرے لیئے یہ تحریک پیدا کی اور وہ یہ ہے جو عربی زبان میں ہوئی اور بعد میں اُردو کی وحی بھی لکھی جائے گی۔

قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئًا وامّا نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ تموت وانا راض منک جاء وقتک و نبقی لک الاٰیات باہرات۔ جاء وقتک و نبقی لک الاٰیات بینات۔ قرب ما توعدون واما بنعمت ربک فحدث۔ انہ من یتق اللّٰہ و یصبر فان اللّٰہ لا یضیع اجر المحسنین۔ ترجمہ تیری اجل قریب آگئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام و نشان نہیں چھوڑینگے جنکا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے اور ہم ایسے تمام اعتراض دُور اور دفعہ کر دینگے اور کچھ بھی اُنمیں سے باقی نہیں رکھیں گے جنکے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو اور ہم اس بات پر قادر ہیں کہ جو کچھ مخالفوں کی نسبت ہماری پیشگوئیاں ہیں اُنہیں میں سے تجھے کچھ دکھادیں یا تجھے وفات دیدیں تو اس حالت میں فوت ہوگا جو مَیں تجھ سے راضی ہونگا اور ہم کُھلے کُھلے نشان تیری تصدیق کے لیئے ہمیشہ موجود رکھیں گے جو وعدہ کیا گیا وہ قریب ہے اپنے ربّ کی نعمت کا جو تیرے پر ہوئی لوگوں کے پاس بیان کر۔ جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور صبر کرے تو خدا ایسے نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا ٭ (الوصیت صفحہ ۳ و ۴)

پھر آپ آگے چلکر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ دو باتوں کا وعدہ فرمایا تھا اُنمیں سے ایک تو میرے اپنے متعلق تھی اور دوسری میرے راستباز اور مخلص متبعین کے متعلق تھی جو وعدے میری ذات کے متعلق تھے وہ سب اِسوقت تک پورے ہو چکے ہیں۔ اور اُن میں سے کوئی بات باقی نہیں رہی جس کے وقوع اور صدور کی انتظاری ہو۔ لیکن جسقدر وعدے آپکی ذات کے بارے میں تھے اور جو پورے ہو چکے تھے وہ آیندہ پورے ہونیوالے واقعات کا بیعانہ تھے آپکو الہام ہوا تھا یعنی انی متوفیک ورافعک الیّ و مطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ جو لوگ آپکی بیعت میں داخل ہیں اُنکو وعدہ دیا گیا ہے کہ اُسی قسم کی الٰہی برکتیں اور نصرتیں اور کاموں میں کامیابیاں بھی اُنکے

شامل حال ہونگی جیسی آپکے ساتھ صادر ہوئیں۔ آپنے اس کا نام قدرت ثانیہ کا ظہور رکھا ہے اور اپنے متبعین کے مستقبل کے لیئے الفاظ ذیل فرمائے ہیں :-

تمام دنیا گواہ رہے کہ مَیں خداوند ارض وسما کے نام پر پیشگوئی کرتا ہوں کہ خدا میرے متبعین کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور دلائل اور براہین کے ذریعہ سے ان کو دوسرے لوگوں پر غالب کریگا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ بہت قریب ہیں جب کہ وہ مذہب جس کی مَیں تعلیم دیتا ہوں وہی صرف ایسا مذہب ہوگا جو صفحۂ دنیا پر عزت کے ساتھ دیکھا جائے گا۔ خدا تعالیٰ اس مذہب اور اس سلسلہ میں عجیب طور پر برکت رکھیگا اور ہر ایک جو اس کی تباہی کے درپے ہوگا اس کو خود خدا تباہ کردیگا۔ اس کا غلبہ دائمی ہوگا اور یہ غلبہ آخر دنوں تک رہیگا ؛ (الفاظ مترجم کے ہیں)

ہم غلامان حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام نوع انسان کی خدمت میں سچی ہمدردی سے التماس کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ ملکر ان تمام موعودہ برکات اور انعامات الٰہی کا حصہ لیں۔ ہم کسی سے دولت اور طاقت کا وعدہ نہیں کرتے بلکہ فہم و ذکا اور طہارت قلب اور گناہوں اور دنیا کی دنی خواہشوں سے نجات اور اللہ تعالےٰ کی محبت پر مضبوط اور بصارت سے بھرے ہوئے ایمان کا وعدہ کرتے ہیں۔ جو انسان کو تاریکی سے بچنے کے لیئے نور ہوجاتا ہے۔ اور حزن اور غم کے وقت ایسا تسلی دینے والا کہ غم اس سے کافور ہوجاتا ہے جب تنہائی کا دُکھ چور کرتا ہے تو یہ شفیق ساتھی ہوکر اُس دُکھ کو دُور کرتا ہے۔ جب انسان طرح طرح کے خطرات اور رنگا رنگ کی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے تو یہ دارالامن بنکر اُسکے خطرات اور مشکلات سے اُس کو ایسی طرح نکالتا ہے کہ وہ مسرور ہوجاتا ہے۔ جب مدد کی ضرورت ہوتی ہے اور کسی طرف سے مدد نہیں پہنچتی تو اُس کس مپرسی میں یار مددگار ہوکر اُس کے دشمنوں کو مقہور کرتا ہے۔ جب گناہ اور شیطان کی فوجیں انسان کی صفت دلیر حملہ آور ہوکر چاروں طرف سے اُس کا محاصرہ کرلیتی ہیں تو پھر یہ ایک قلعہ بنکر اُس کی حفاظت کرتا اور دشمنوں پر اس کو منصور بناتا ہے۔ بے علمی میں علم و شعور

دیتا ہے اور جب تمام دنیاوی یار دوست جُدا ہو جاتے ہیں تو پھر بھی ایک سچا دوست اور مخلص بنتا ہے ٭

حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیائے ناپائدار سے نہایت امن کے ساتھ ۲۶ - مئی ۱۹۰۸ء کو ایسے وقت میں رخصت ہوئے جب آپ صبح کی نماز میں مصروف تھے اور آخری الفاظ جو آپکے مُنہ سے نکلے وہ اللہ - میرے پیارے اللہ تھے ٭

## قابلِ توجّہ حاضرین اجلاس کانفرنس منعقدہ اپریل ۱۹۱۷ء

جو احباب کانفرنس میں حاضر تھے انکو علم ہوگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ حاضرین کانفرنس سے ایک سو احباب ایسے ہوں جو یہ عہد کر کے جاویں کہ وہ دس دس خریدار ریویو اُردو کے مہیا کرینگے تا ایک ہزار خریدار اس طرح ہو جاوے اور سات آٹھ سو پہلے شامل کر کے سترہ اٹھارہ سو کی تعداد ہو جاوے - جو پہلے کبھی ریویو کی تعداد خریداران رہ چکی ہے - اب تک اس ارشاد کی تعمیل جو کچھ ہوئی وہ بذریعہ ریویو شائع ہوتی رہی ہے - جس کا مطلب یہ ہے کہ سوائے پانچ سات احباب کے باقیوں نے اس طرف توجہ نہیں کی جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک ہزار خریدار کا مہیا ہونا تو بہت دور کی بات ہے - اس وقت تک صرف پچاس پچپن کے قریب قریب خریدار مہیا ہوئے ہیں - نہایت ہی افسوس کا مقام ہے - کہ جماعت احمدیہ کا صرف ایک ہی ماہوار رسالہ ہو - اور اس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو امداد کا ارشاد دیا ہو - اور پھر اسکے خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ اپنے احباب کو ایک ارشاد فرماویں اور اس سے لاپرواہی کی جاوے - پس مَیں پھر توجہ دلاتا ہوں کہ احباب اپنے فرض کو شناخت کریں - اور ریویو کیلئے جو کسی خاص شخص کا پرچہ نہیں بلکہ صدر انجمن احمدیہ کا پرچہ ہے - اور تبلیغ اسلام کا کام کر رہا ہے اسکے لیئے بموجب فرمان حضرت خلیفۃ المسیح دس دس خریدار ریویو اُردو مہیا کریں - جن دوستوں نے کوشش کی ہے - انکا تجربہ بتاتا ہے کہ اگر دیگر احباب بھی کوشش کریں تو ارشاد کی تعمیل ہو کر ثواب حاصل ہو سکتا ہے مجھے امید ہے کہ توجّہ کی جاویگی ٭ مینیجر ریویو آف ریلیجنز - قادیان

قاعدہ سنسکرت ۰ر قصائد احمدیہ ۶ر قصہ قارون ۔ر کشف الغطاء ۲ر قاعدہ یسرنا القرآن حصہ اول ۰

قاعدہ یسرنا القرآن مکمل ۳ر قاعدہ یسرنا القرآن حصہ سوم اردو ۱ر قاعدہ نورانی ۱ر لغات القرآن حصہ اول عہ

لغات القرآن حصہ دوم ۸ر لیکچر لاہور ۱۰ر لیکچر سیالکوٹ ۱۰ر مبادی الصرف ۱۰ر مواہب الرحمٰن ۴ر

متن اربعین ۰ر مسک العارف ۱۰ر مکتوبات محمدیہ ۴ر مسلمانوں کا خدا اور اسکے حضور دعا ۲ر

مجموعہ آمین ۰ر مباحثہ رامپور ۲۰ر مکتوبات احمدیہ ۴ر نزول المسیح ۴ر نسیم دعوت ۳ر ہدیہ ثاقب ۲ر

نور القرآن حصہ اول ۱ر پارہ چہارم بلا ترجمہ بطرز یسرنا القرآن ۱ر پارہ پنجم بلا ترجمہ بطرز یسرنا القرآن ۱ر

پارہ ششم بلا ترجمہ بطرز یسرنا القرآن ۱ر پارہ ہفتم بلا ترجمہ بطرز یسرنا القرآن ۱ر البرہان الصریح فی تائید المسیح ۲ر

مجموعہ فتاوی احمدیہ ہر سہ حصص عہ ر ٭ تازہ تصنیف از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

منصب خلافت ۱ر تحفۃ الملوک معمولی کاغذ پر ۲ر تحفۃ الملوک خاص اور عمدہ کاغذ ۸ر برکات خلافت ۴ر

اسلام اور دیگر مذاہب اردو ۳ر اسلام اور دیگر مذاہب انگریزی ۶ر ٭

## ضرورت

دفتر میگزین کے لئے جنوری ۱۹۱۶ء کے انگریزی پرچہ کی ضرورت ہے۔ کسی دوست کے پاس جسقدر کاپیاں ہوں۔ وہ عطا فرماویں اور چاہیں تو انکے عوض ریویو کے جس پرچہ یا کتاب کی ضرورت ہو وہ لے لیں۔ یا قیمت لے سکتے ہیں ٭ مینجر میگزین قادیان


## ڈاکٹر کی ہدایت

وبائی بخار سخت زکام اور ہلکی قسم کی طاعون کیلئے باٹلی والا کا ایگو مکسچر۔ بڑی بوتل یا بخار کی گولیاں قیمت عہ ر باٹلی والا کا بلمرت۔ بچوں اور کمزور اشخاص کے لیے مقوی ہے قیمت عہ ر باٹلی والا کی اصلی کونین کی ٹکیاں ایک اور دو گرین کی گولیوں کی بوتل باٹلی والا کا ایگو مکسچر۔ چھوٹی بوتل قیمت ۸ر کالرئیل۔ ہیضہ دستوں اور قے کے واسطے قیمت عہ ر دانتوں کا منجن قیمت ۴ر مقوی گولیاں زرد اور کمزور اعصاب کیلئے قیمت عہ ر داد کا مرہم۔ داد اور خارش کیلئے قیمت ۴ر یہ ادویہ ہندوستان میں سب جگہ فروخت ہوتی ہیں نیز ڈاکٹر ایچ۔ ایل۔ باٹلی والا اینڈ سنز ورلی کلو لینڈ ہل بمبئی سے مل سکتی ہیں ٭

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۰۲۷

# پلیگ سے کیوں ڈرتے ہو

Digitized by Khilafat Library

سوائے اور سب بیماریوں کے اس سے ڈرنے کا سبب یہ ہے کہ آجتک لاکھوں انسان اس موذی عارضہ کے پنجہ ظلم سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ گاؤں کے گاؤں اُجاڑ ہو گئے۔ شہر کے شہر تباہ ہوئے۔ اسوجہ سے اسکے نام سے ہی دہشت ہوتی ہے۔ پلیگ میں مبتلا ہونے کے بعد پھر کوئی علاج نہیں ہے۔ لیکن بنظر حفظ ماتقدم ڈاکٹر ایس کے برمن کی پلیگ روکنے والی گولیاں منگوا کر ضرور رکھیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے جسم کے خون میں کچھ ایسا اثر ہوتا ہے جس سے پلیگ کے کیڑے نہ ٹھہر سکیں۔ اور نہ انکا زہر اثر کر سکتا ہے۔ وقت پر ان گولیوں کے استعمال سے ہزاروں انسان پلیگ سے محفوظ رہتے ہیں۔ آپ بھی غافل نہ رہیں ایک گولی روزانہ ٹھنڈے پانی سے نگل جانا چاہیئے بچوں کو نصف یا چوتھا قیمت ۳۶ گولیوں کی ڈبیہ ۸/ ۶۰ گولیوں کی ڈبیہ ۱۲/ محصولڈاک ایک سے ۶ ڈبیہ تک ۵/

# دوائیوں کے تیل

مذکورہ ذیل دوائیوں کے تیل کے دو تین بوند پاؤ آدھ سیر دوا کے فائدہ دیتے ہیں اور کوٹنے پیسنے کی تکلیف سے بھی بچتے ہیں اور آسانی سے پی سکتے ہیں۔

(۱) روغن صندل۔ سوزاک کیلئے نہایت درجہ مفید ہے۔ قیمت ۶/ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵/

(۲) اجوائن کا تیل۔ قے بدہضمی کیلئے ایک ہی دوا ہے ۶/ 〃 〃 〃 〃 ۵/

(۳) روغن سونٹھ۔ یہ بھوک بڑھاتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے ۸/ 〃 〃 〃 〃 ۵/

(۴) روغن سونف۔ پیٹ پھولنا اور دست وغیرہ کیلئے مفید ثابت ہوا ہے ۴/ 〃 〃 ۵/

(۵) روغن دال چینی۔ یہ دال چینی کے ملائم چھلکوں سے بنا ہے اور یہ چیز نہایت خوشبودار ہے ۶/ 〃 ۵/

(۶) روغن لونگ۔ متلی اور ریاح کو رفع کرتی ہے اور دردشکم و بدہضمی کو مفید ہے ۴/ 〃 ۵/

(۷) روغن لیمو۔ ہرے گویا ابھی درخت سے ٹوٹے ہوئے لیموں کا خوشبو دیتا ہے ۴/ 〃 ۵/

(۸) روغن پیپرمنٹ۔ پیٹ کے درد و بدہضمی اور ریاح کے خارج کرنے میں مشہور دوا ہے ۴/ 〃 ۵/

(۹) روغن الائچی۔ متلی اور ہچکی کو بند کرتی ہے اور بھوک بڑھاتی ہے۔ ۶/ 〃 ۵/

**ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ**

باہتمام بھائی بہادر سنگھ منیجر دیدہ پرنٹرز دیو ہندو پریس امرتسر میں شیخ محمد نصیب پبلشر ریویو آف ریلیجنز قادیان

| | |
|---|---|
| آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے | لو تمھیں طور تسلّی کا بتایا ہمنے |

# ریویو آف ریلیجنز

یعنی

## دنیا کے مذاہب پر نظر

Digitized by Khilafat Library

جلد ۱۶ جون ۱۹۱۷ء نمبر ۶

مطابق شعبان ۱۳۳۵ھ

چندہ سالانہ

علاوہ محصول ڈاک

## فہرست مضامین

عیسائیت تین شمع برداروں کے سامنے ۲۰۵-۲۱۶

قابل توجہ حاضرین اجلاس کانفرنس منعقدہ اپریل ۱۹۱۷ء ۲۴۴

الہام ۲۱۶-۲۴۴

فہرست کتب ٹائٹل صفحہ ب - ج

# فہرست کتب

مندرجہ ذیل کتابیں دفتر میگزین سے نقد قیمت بھیجکر یا بذریعہ وی پی طلب کی جاسکتی ہیں

الوصیت ۱؍ اوامر و نواہی ۹؍ اظہار حق ۵؍ الحق لدھیانہ ۶؍ الحق دہلی ۸؍ الہدیٰ ۶؍
ابطال الوہیت مسیح ۱؍ اسلامی اصول کی فلاسفی ۵؍ احمدی کا من ۱؍ اربعین ۲؍
التبیان ۲؍ اجرومیہ ۰؍ اعجازی احمدی ۳؍ اسلام (انگریزی) ۱۰؍ براہین احمدیہ مکمل عا
براہین احمدیہ حصہ اول ۵؍ براہین احمدیہ حصہ دوم ۴؍ براہین احمدیہ حصہ سوم ۱۰؍ برکات الدعا ۲؍
باغ بہار ۱؍ پنج ارکان اسلام ۱؍ پارہ پنجم بخاری شریف ۸؍ پارہ اول مترجم ۳؍
پا عم مترجم ۳؍ پارہ اول و دوم بلا ترجمہ بطرز یسرنا القرآن ۲؍ پارہ اول بلا ترجمہ بطرز
یسرنا القرآن ۱؍ پارہ دوم بلا ترجمہ بطرز یسرنا القرآن ۱؍ پارہ سوم بلا ترجمہ بطرز یسرنا القرآن ۱؍
تذکرۃ الشہادتین فارسی ۳؍ تقریروں کا مجموعہ ۳؍ تقریرین ۲؍ تحفہ قیصریہ ۲؍ تحفہ ندوہ ۰؍
تحفہ سالانہ ۸؍ تفسیر القرآن مکمل (مصنفہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب) ۴؍ تفسیر سورہ بقرہ ۳؍
تفسیر پارہ اول۔ شیخ یعقوب علی صاحب عہ تفسیر پارہ دوم۔ شیخ یعقوب علی صاحب عہ
تفسیر پارہ ۲۳ و ۲۴ - شیخ یعقوب علی صاحب عہ تفسیر پارہ ۲۵ - شیخ یعقوب علی صاحب عہ
تفسیر پارہ ۲۶ - شیخ یعقوب علی صاحب۔ ٹیچنگز آف اسلام انگریزی عہ ٹیچنگز آف اسلام بے جلد ۱۴؍
جنگ مقدس ۶؍ جام شہادت ۰؍ حمامۃ البشریٰ ۸؍ حجۃ الاسلام ۱؍ حضرت اقدس کا ریویو ۰؍
حقیقت نماز ۷؍ حیرت کی حیرانی حصہ اول ۵؍ حیرت کی حیرانی حصہ دوم ۴؍ خطبہ الہامیہ عہ
خزینۃ المعارف حصہ اول و دوم ۴؍ خزینۃ المعارف حصہ سوم و چہارم ۸؍ دعوت دہلی ۱؍
خلافت راشدہ حصہ دوم ۴؍ دینیات کا پہلا رسالہ ۱؍ دعوت ندوہ ۱۰؍ دعوت الحق ۰؍
دافع البلاء ۱؍ راز حقیقت ۱؍ رد چکڑالوی ۵؍ رسول اللہ صلعم کے احکام کی تعمیل ۳؍
سرمہ چشم آریہ ۱۲؍ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب ۲؍ سناتن دھرم ۰؍
سیرۃ ابدال ۱۰؍ ستارہ قیصرہ ۰؍ سلاسل الفضائل ۱۰؍ سلاسل التعلیم ۲؍ سچائی کا اظہار ۰؍
سخن معقول ۔؍ ستیارتھ پرکاش ۴؍ صیان القرآن ۳؍ صبر جمیل ۰؍ ضرورۃ الامام ۱؍ فضل حق ۱؍

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

# عیسائیت تثلیث شمع برداروں کے سامنے

(مرزا بشیر احمد ایم۔ اے کے ایک انگریزی مضمون سے ترجمہ کیا گیا)

خدا کی طرف سے ہدایت کے تین ذریعے ہیں۔ اوّل آسمانی کتب۔ جن پر غور کرنے سے ایک طالب ہدایت سچے راستے کو معلوم کر سکتا ہے۔ دوسرا ذریعہ ہدایت کا عقل ہے۔ اور تیسرا آسمانی شہادت۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ عقل اور آسمانی کتاب کے ذریعہ انسان ہدایت نہیں پاتا۔ مگر جب وہ کوئی زبردست آسمانی نشان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ تو اسپر صداقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ جب سے جہان وجود میں آیا ہے تب سے ہی خدائے تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی اور ہدایت کیلئے خاص اپنے فضل و کرم سے یہ تین ذریعے اور وسائل ہدایت کے مقرر فرمائے ہیں ؛

پھر غور کر دیکھیئے کہ پہلا ذریعہ ہدایت کا آسمانی کتب ہیں۔ جن کی سچائی کا ہر ایک ایمان لانے والا قائل ہوتا ہے۔ دوسرا ذریعہ انسانی عقل ہے جو براہین قاطعہ کے ساتھ انسان کے لیئے خضر طریق کا کام دیتا ہے۔ تیسرا ذریعۂ ہدایت جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ آسمانی نشانات ہیں جو کہ خدا کے مرسلوں اور انبیاء کرام کے ذریعہ سے دنیا پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی یہ عادت ہے کہ جب ایک مرسل کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ہوئے

نشانات حقیقت سے ہٹکر صرف ایک سماعی بات رہ جاتے ہیں۔ اور دراز زمانہ انپر گذرنیکے باعث وہ لوگوں کے دماغوں سے اتر جاتے ہیں۔ تو وہ محض اپنے فضل سے ایک مرسل یا مجدد کو جیسا کہ وقت کی ضرورت ہوتی ہے دنیا میں مبعوث فرماتا ہے اور اس پیغمبر یا مجدد کے ذریعہ سے پھر انسان کو ایمان اور یقین کی مستحکم اور غیر متزلزل چٹان پر کھڑا کر دیتا ہے خلاصۂ کلام یہ کہ یہ تین ذریعے انسان کی ہدایت کیلئے رہنمائی کا کام دیتے ہیں اگر ایک انسان آسمانی کتاب کے ذریعہ سے ہدایت نہیں پا سکتا۔ تو عقل اپنی شمع ہاتھ میں لیئے ہوئے اسکو راہ دکھاتی ہے۔ کہ اے طالب صداقت اس طرف کو آ۔ کہ یہ راستہ خدا تعالےٰ تک پہنچاتا اور اس کا دیدار کرواتا ہے لیکن جب بد قسمتی سے نہ تو آسمانی کتب ایک انسان کو راہ ہدایت دکھا سکتی ہیں۔ اور نہ اسکی عقل ایسی ہوتی ہے جو اسکو صحیح نتیجہ پر پہنچادے اور اس گوہر مقصود سے جسکی اسکو تلاش ہے اسکو ملادے۔ تو پھر آسمانی شہادت اور آسمانی نشان اپنی چمکتی ہوتی شعاعوں کے ساتھ انسان کو گمراہی اور شبہات کی تاریکیوں سے باہر نکالتے اور اسکو شاہ راہ صداقت پر ڈال دیتے ہیں مگر افسوس اس انسان پر کہ جو ان تین شمع برداروں کو دیکھتے ہوئے اپنی آنکھ کو بند کر لیتا ہے اور ہر روز صداقت اور روشنی سے دور ہو کر انجامکار تاریکی اور جہالت اور گمراہی کے عمیق گڑھے میں جا گرتا ہے ❊

آؤ ذرا عیسائی مذہب کو اس کسوٹی پر پرکھیں۔ اور اس کو ان شمع برداروں کی روشنی کے سامنے رکھکر دیکھیں۔ سب سے پہلا ذریعہ ہدایت کا خدا کی کتاب ہے۔ تمام بائیبل کو چھان مارو۔ کہیں بھی تثلیث۔ الوہیت مسیح اور کفارہ کا پتہ نہیں چلیگا اور یہی تینوں اصول ہیں جنپر عیسائی مذہب کھڑا ہے۔ اگر واقعی یہ اصول صداقت پر مبنی ہیں جیسا کہ دعویٰ کیا جاتا ہے تو پھر تعجب و حیرت ہے۔ کہ اس عظیم الشان صداقت کا پہلے نوشتوں میں ذکر تک نہ ہو۔ خدا نے بنی اسرائیل کو یونہی نہیں چھوڑا۔ بائیبل خود کہتی ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نبی کے بعد پے درپے بنی اسرائیل میں پیغمبر آئے۔ جنہوں نے انکو سیدھے راستے کی طرف توجہ دلائی اور ان کو صداقت پر قائم رکھا۔ تو پھر کیا یہ تعجب انگیز امر نہیں۔ کہ تمام وہ نبی

ان اصول کے متعلق بالکل خاموش ہیں۔ اگر حقیقت میں ان اصول کی بنا صداقت پر تھی۔ تو پھر کیوں خداوند تعالیٰ نے انکو تمام مخلوق سے پوشیدہ رکھا اور صرف یسوع نے ہی انکو آکر دنیا میں ظاہر کیا۔ بائیبل ہمیں خدا کی وحدت اور یگانگت کا سبق دیتی ہے مگر عیسائی مذہب کہتا ہے کہ نہیں خدا تین ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا بے انصافی ہوگی کہ کہا جاوے تین ایک ہیں اور ایک تین ہے اور اسطرح تثلیث میں وحدت ثابت کیجاوے۔ بائیبل کی تعلیم اور عیسائی مذہب کے اصولوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ پھر یسوع مسیح خود کہتا ہے ”کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ اس لئے جو تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ۔ لیکن ان کے سے کام نہ کرو۔ کہ وہ کہتے ہیں پر کرتے نہیں“ (متی باب ۲۳) ان الفاظ سے یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے۔ کہ یسوع مسیح یہودیوں کے اعتقادات کو صحیح یقین کرتا بلکہ اپنے پیرؤں کو انپر عمل کرنے کی تاکید کرتا ہے گو انکے افعال اور اعمال کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ پس جب ہم نہ تو یہودیوں کی دیگر مذہبی کتب میں اور نہ ہی بائیبل میں ان تین بنیادی اصولوں کا نام و نشان پاتے ہیں۔ تو ان حالات کے ہوتے ہوئے ہم کس طرح ان اصولوں اور اعتقادات کو صحیح اور سچا مان سکتے ہیں۔ جب خود مسیح انکو جھٹلا رہا ہے جیسا کہ مندرجہ حوالہ سے ظاہر ہے ؎

پھر کیا ہم مسیح کو صرف اسلئے خدا کا بیٹا یقین کر لیویں۔ کہ وہ اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے چلو یہی سہی مگر اسکے الفاظ پر بھی تو غور کرو وہ کہتا ہے۔ ”مبارک وے جو کہ صلح کرنے والے ہیں کیونکہ وے خدا کے بیٹے کہلاوینگے“ (متی باب ۵) اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ مگر جب وہ ساتھ ہی اس (خدا کے بیٹے) کے معنی بھی کر دیتے ہیں۔ تو یہ انصاف پر کتنا ظلم ہوگا اگر اسکو اس تشریح کے ہوتے ہوئے خدا کا حقیقی بیٹا یقین کیا جاوے ؎

یسوع مسیح کے دوسرے الفاظ سے ہمارے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ جب یہودیوں نے اس کو پتھراؤ کرنا چاہا۔ کہ وہ اپنے آپکو خدا کا بیٹا کہتا تھا۔ تو یسوع مسیح نے کہا ”میں نے کہا تم خدا ہو۔ جبکہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہان میں بھیجا کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں“ (یوحنا باب ۱۰) یہ الفاظ کھلے طور پر حقیقت پر روشنی ڈال رہے ہیں۔ اور ان کو تشریح